
UTL AT DOWNSVIEW
D RANGE BAY SHLF POS ITEM C
39 12 08 12 08 015 9



کتابخانه رجاله

[illegible]

يا ايها الذين آمنوا وابتغوا اليه الوسيلة

بفضل ایزد منّان رسالۂ عجیب و غریب در بیان تصوف المسمّٰی بہ

حقیقت العرفان

مصنفہ فدوی النفیس ربانی الحق بیدل جناب سید شاہ فضل الدین احمد صاحب ابوالعلائی ساکن کالپی شریف

مطبع اسمعیل دکن واقع حیدرآباد دکن رونق طبع یافت



فہرست اغلاط و صحیح نامہ نسخہ حقیقت العرفان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح		صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۲	محمد الرّسول اللّٰہ	محمد رسول اللہ	،	۱۴	۱	فنا القبا	فناء الفنا
۴	۶	طلب و العلم	طلب العلم		〃	۲۰	ابوہریرت	ابوہریرہ
〃	۱۰	بطون	باطن		〃	〃	حفظت	حفظت
〃	۱۵	پرتوہ	پرتو		۱۵	۱۹	اتما	انما
۵	۴	تجلھا	تحلنھا		〃	۲۱	حیات التی	حیات النبی
〃	۱۴	فرحہ	قرعہ		۱۶	۶	بجز دات	بجز ذات
〃	۲۰	لاعلم	لاعلم		〃	〃	فاتبعوانی	فاتبعونی
۹	۴	مصغہ	مضغہ		〃	۱۵	واحشرنی	واحشرنی
〃	〃	مجاذاً	مجازاً		۱۷	۷	تینقرب	یتقرب
〃	۹	مصغہ	مضغہ		〃	۲۱	مشہوہے	مشہور ہے
〃	۹	مجاذاً	مجازاً		۱۸	۵	افزائی	افترائی
〃	۱۰	مجاذی	مجازی		〃	۷	غلول	جلول
〃	۱۱	المجاذ	المجاز		۲۰	۵	الاں	الآن
〃	〃	مجاذ	مجاز		〃	۱	یرنگی	بیرنگی
〃	۱۷	ناطر	ناظر		〃	۱۵	ضیا لامعہ	ضیاء لامعہ
۱۰	۱۲	للعاقلہ	العاقل		〃	۱۹	ہطلب	مطلب
۱۱	۱	منقلب	منقلب		〃	۲۱	جالب	طالب
۱۳	۲	فنا القبا	فناء الفنا		۲۱	۱۲	تمثّیل	تمثیل
〃	۷	معاملات	معاملات		〃	۱۹	خراجی	فراخی ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳	۱۱	است وبس	انیست وبس
۲۵	۱۶	محمد الرسول اللہ	محمد رسول اللہ
۲۶	۲	مشموات	مشمولات
״	۳	مطاہر	مظاہر
״	۷	قدخل	قدخل
۲۹	۲۰	سر اعظم	سر عظیم
״	۲۱	خاطر	حاضر
۳۰	۱	حاطر	حاضر
״	۳	پرتوہ	پرتو
״	۱۲	منفردہ	منفرد
״	۱۳	بحبث	بحث
۳۰	۱۶	سپر	پیر
۳۱	۲۱	حوار	جواز
۳۲	۲۱	پرتوہ	پرلتو
۳۳	۲	بحبث	بحث
۴۰	۱	لنشزاشلکم	لنشر شلکم
۴۱	۵	پاس زلفاس	پاس انفاس
״	۱۰	ناسپانی	پاسبانی
[illegible]	۱۳	سہرودوست	ہر دو دوست

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱	۲۰	بصیرا	بصیر
״	۲۱	تا۔ دم	تاسہ دم
۴۲	۵	کیمیاست	کیمیاس
۴۳	۱	چپا	چپاپ
״	۲	انیہس	انہیں
۴۴	۱	بے کمال	باکمال
״	۸	یرنگی	بیرنگی
״	״	محمور	مخمور
״	״	باوہ	بادہ
۴۵	۹	نقسبندیہ	نقشبندیہ
۴۶	۱۰	یادواسقت	یادداشت
״	۱۶	اور قطعہ	اور وہ قطعہ
۴۸	۷	جسطرح	جسطرح سے
۴۹	۲۱	ہوسکتا ہی	ہوسکتا ہے
۵۰	۱۰	فیصیان	فیضان
״	۱۶	ظاہر	ظاہر
״	۱۷	قطب عاہم	قطب عالم
۵۲	۲	حالب	حالت
۵۳	۱	حالبا	حالت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳	۱۹	۔تنبل	وتبتل
۵۴	۸	مجاویب	مجاذیب
۶۲	۱۶	پرتوہ	پرتو
〃	۱۷	استفراق	استغراق
〃	۲۱	رہی وجود	وہی وجود
۶۳	۱۳	پیرہی کے	پیرہی کے خلیفہ
〃	۱۹	متروک الانبیا	متروک الدنیا
〃	۲۰	پھیر ہے	پیر ہے
۶۴	۱	بان	جان
〃	۱۱	ان کا	اُن کا
۶۵	۳	الدہو	الا ہو
〃	۸	العابد عن المعبود	العابد و المعبود
〃	۱۲	الہیہ	الہیہ
〃	۱۴	نفطنتہ	نفطنتہ
〃	۱۶	الارطب	الرطب
۶۶	۹	والدنے	ولانی
〃	۱۷	استفراق	استغراق
۶۸	۳	مالی	باقی
〃	۱۱	نباتے	نباتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۷	تار	نار
〃	۸	جاراتے	نجاراتی
〃	۹	اوٹھتی	اوٹھی
۷۰	۱۵	اسلم	السلم
〃	۲۱	کسا	کسیکا
۷۱	۴	جانا	جاننا
〃	۲۰	آفینہ	افینہ
۷۲	۶	تثالیہ	تتالیہ
۷۳	۸	محاذی	مجازی
۷۴	۱	پرتوہ	پرتو
〃	۱۵	ذررات	ذرات
〃	۱۶	ذراشت	ذات
۷۷	۱۴	سرنگی	بیرنگی
۷۹	۱۸	ساوت	سعادت
۸۱	۱۰	یامحل	یامجل
〃	۱۳	اعطنی	اعطی
۸۳	۱۱	بسفیت	لبینت
۸۶	۱۴	ملات قلب	ملات قلبہ
〃	〃	ھلاالک	جلاالک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۱۵	نجبا	نجیبا
۸۹	۱۳	سبیر	شبیر
۹۴	۳	قدخل	فدخل
״	۴	متقرہے	متقرر ہے
״	۵	مین	بین
״	״	من الرسلہ	من الرسل
۹۵	۶	تشابہ	متشابہ
״	۷	تنقل	منتقل
״	۱۷	الہ ہوالحی	الہ الا ہوالحی
۹۶	۱۲	نوابے	نوابی
״	۱۶	بتشیح	بتشیخ
۹۷	۱	ننگرم	بنگرم
۱۰۰	۹	افتا	افتی بمعنی مفتی
۱۰۱	۱۲	جدید	جدیہ
۱۰۲	۴	تنگی عسرت	تنگی وعسرت
״	۸	النصیب بید نصیب	النصیب بنصیب
״	۱۱	جوگر ہین	جو گزری ہین
״	۱۶	جرات علی	خیرات علی
۱۰۴	۱	جلد	جلد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۴	۲	اجبل	اجمل
״	۷	یحییائی نیری	یحییائی میری
״	۲۰	نهوئی پیرومرشد	ہوئی نذر پیرومرشد
۱۰۶	۶	احال	احوال
״	۹	ماہروی	مارہروی
۱۰۷	۱۴	پرتوه	پرتو
۱۱۱	۴	دہانے	دہانی
۱۱۲	۴	عرف شاه	عرف سلطان ابوسعید
״	۱۳	نسبت	نفسیت
۱۱۴	۲۱	قصبہ	نقیبہ
۱۱۵	۱۱	پس امام	پیش امام
״	۹	مجذوبہ	مجددیہ
۱۱۶	۱۲	بہرس	برہس
۱۱۷	۱۵	کے	کو
۱۱۸	۶	زبید درشدہم	زبید رشدہم
۱۱۹	۳	روشن	روش
״	۱۶	ناصر الدولہ	نصیر الدولہ
۱۲۰	۴	نہین	یہین
״	۱۰	باشتال امر	بامتثال امر

يا ايها الذين آمنوا وابتغوا اليه الوسيلة

بفضل ایزد منان رسالہ عجیب و غریب در بیان تصوف مصنفہ ذوی الفیض ربانی المحقق بے بدل جناب سید شاہ فضل الدین احمد صاحب ابو العلائی

المسمیٰ بہ

حقیقت العرفان

باہتمام

منشی محمد لطف علی خان سہیل گلشن آبادی

مطبع سہیل دکن واقع حیدرآباد دکن زیور طبع یافت

طبع اول ۵۰۰ جلد

حقیقت العرفان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ستوا فرا اور ثناء متکاثر اوس حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کو کہ شروع ہر کمال
کا نور تجلی ذات سے جمال و جلال وجود جمیع کائنات و ممکنات کا باستثنائے
جمال اپنے کے ظاہر کیا۔ بہ مصداق کل جمیل من جمال اللہ اور بہ صفات
ذات جمال و جلال خود کے تئیں بیچ ذات کل موجودات مخلوقات
کے ظہور کیا۔ وہ خداوند ایسا خداوند ہے کہ موصوف کیا گیا ہے ساتھ
صفات کے اور پاک ہے ذات اوسکی جملہ مخلوقات و موجودات ممکنات
سے بیچ حد ذات اپنی کے جل جلالہ و عم نوالہ اور درود نامحدود اوپر
سرور انبیا اور سردار قافلہ سالار اولیا محبوب اللہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وسلم و علے آلہ و اصحابہ اجمعین وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔ پس از ان فقیر
کثیر التقصیر سید فضل الدین احمد بن حاجی حضرت شاہ سید سلطان احمد صاحب
قدس سرہ العزیز حسینی قادری ابو العلائی ساکن کالپی کا ہون بیاسخاطر
نور چشم سید قطب الدین احمد سلمہ المنان و حفظہ عن حوادث الزمان والمکان

بیچ اس کتاب حقیقت العرفان المسمی بہ تبصیر الرحمن کہ لب لباب عرفان کا ہے اول معنی کلمہ شریف کہ اوپر چار طرحکے ہین لکہون گا۔ اگرچہ مجھکو علم ظاہر کہ جسکی بنا حروف منفردہ و مرکبہ ابجد سے ہے وہ نہین حاصل چہ جائے کہ علم باطن کہ جسکو اسرار اور علم سینہ کہتے ہین اوسین در آنا اور تحریر کرنا امر دشوار ہے لیکن تاہم ابعد اتمام معنی کلمہ کے بیان ذکر و اذکار و اوراد و مراقبات و افکارات مع تمہید وغیرہ سنے مذکورہ جسکا جاننا اور ماننا ہر مومن مسلم پر فرض اور واجب ہے قطع نظر اوسکے عمل بہی بغیر جاننے کے درست نہین ہو سکتا جبوقت تک طالب لفظاً نہ سمجہے گا تصور کیا کریگا واسطے تصدیق کے تصور اور واسطے تصور کے تفہیم لازمی اور ضروری ہے۔ معہذا جو کچہہ کہ مرشدان طریقت سے اصولاً اور فروع مین اپنی ریاضت اور تحقیق کا نتیجہ ہے قلمبند کرتا ہون کلمہ طیب اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِی السَّمَاءِ ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ معنی اسکے چار طریق پر ہین شریعت طریقت معرفت حقیقت۔

معنی شریعت نہین ہے کوئی معبود قابل عبادت اور پرستش۔ کیتا معبود کہ نہین ہے کوئی شریک اور سہیم اوسکا۔ اور تقید زمان اور مکان سے بہی پاک ہے ذات اوسکی۔ اسلئے ہر مکلف مومن کو اقرار باللسان اوسکے جو عین لازمی و ضروری وہی تصدیق بالقلب عین رسالت کا ماننا ہے بمصداق اسکے۔ وما ارسلناک الا کافۃ للناس سے بہی ماننا انکا اور اس آیۃ سے اطاعت بلکہ تکمیل ایمان بہی بمصداق واطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔ واجب۔ اب وہی بنی نوع انسان مقید ہو گیا احاطہ اسلام مین اور ملقب ہوا ساتہہ خطاب مسلم اور مومن کے وہ کیا ہے شریعت

محمدی - اب بیان پر اوسی بنی نوع انسان سے کہ اپنے کو پابند کیا احکام شرعیہ کا - جبوقت یہ شخص ظلمت کفر سے نکلکر مشرف باسلام اور مزین بنور ایمان اور محکوم بحکم واحکام ہوا - چونکہ بنای تخلیق ہیجدہ ہزار عالم واسطے تحقیق وحدانیت حق سبحانہ تعالی عزاسمہ اور تصدیق رسالت توقیر پا چکی ہے لہذا بہ مصداق - التوحید راس الطاعات کے قولاً فعلاً عقلاً نقلاً سیکھنا اور تکمیل واجب بلکہ فرض منصبی ہوگیا - اسواسطے طلب والعلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة - اب جاننا چاہیئے کہ لفظ علم کا آیا ہے مشتمل اوپر نقوش الفاظ کے اور اوس واقفیت پر ہی جو دل مین آتی ہے - پس معلوم ہوا کہ ایک علم ظاہری ہی اور دوسرا باطن یعنے صفات اور ذات ہاسواسطے کہ ہر ظاہر کو بطون لازم ہے جسطرح پوست کو مغز - علم ظاہر یعنے صفات - وہ متعلق ہے انہین نقوش مقررہ سے جنکو حروف ابجد کہتے ہین یہ شان پوست کی ہے - رہا علم باطن اوسکو تعلق ہے بہ مصداق آیہ شریف افمن شرح اللہ صدرہ کے سینے سے - یعنی بجرد وانستن جسکا ہے عین تفہیم صحیح اور رائے سلیم کہل جاتی ہے بہ مصداق یفعل مایشاء کے - وہ شائبہ یعنے پرتو وہی علم ذات کا یعنے مغز - اور یہ حاصل نہین ہوتا بدون تزکیہ نفس اور روشنی قلب کے - اور یہ خاص ایک صفت ہو صفات قدیمہ ازلیہ - ابدیہ - اس موصوف سے کہ جو منسوب ہوتی ہین طرف ذات اوسی واجب الوجود کے جبوقت قلب انسان کا منور بنور ایمان ہوا اوسکی روشنی سے اول علم ظاہری حاصل کرکے درستی افعال اور پابندی عبادات بدنیہ اور اداب واخلاق محمدیہ ونیز معاملات ومعاشرات کا ہوکر راغب اور متوجہ ہو طرف خصوصیات خاصہ من حیث خدمات حقیقی یعنے الجذب کشیدن

به مصداق آیہ شریف - انا عرضنا الامانت علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منہا وحملنا الانسان انہ کان ظلوما جہولا - کے متلاشی اہل اللہ کا ہو کر طالب ہوا طریقت کا واسطے تکمیل اذرکشود اوسی توحید کے کہ جسکا وعدہ ہوچکا ہے - وہ امانت کیا ہے - یہی توحید باری تعالی کہ جسکا بار آسمان زمین ملائکہ اور جمیع ممکنات اور مخلوقات نہ اوٹھا سکے بوجہ اپنی لاعلمی یعنے ممکن اور مخلوق ہونے کے بہ مصداق وحملہا الانسان کے یہی بنی نوع کہ جسکو انسان کہتے ہین متحمل بنایا گیا - اور یہی وقت سوال روز اول بہ مصداق اَلَستُ بِرَبِّکُم کے مخاطب بہ خطاب قالوا بلی کا سزاوار قرار دیا گیا - اگرچہ اوسوقت مین تہا یہ بیچ عالم ناسوت یا عالم ارواح کے لیکن بقوت علم ذات اوس ہی قادر مطلق کے وعدہ اوٹھانے بار امانت کا کرچکا ہے ۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

جسطرح معنے کلمہ مین چار مراتب ہین ویسے ہی وجود کے بہی درجہ چار ہین -
اول واجب الوجود دوم ممکن الوجود سوم ممتنع الوجود چہارم عارف الوجود
ویساہی سے فرق مراتب کشود بہی اوسکا ہوتا ہے - بصحبت مرشدان طریقت کی یہی علم ہے کہ جسکو فنا نہین - تصدیق اس قول کی اس آیۃ سے بخوبی ثابت ہے - رَاسِخُونَ فِی العِلمِ کے مستحق اور نظیر بہی یہی لوگ ہین کہ جو من حیث علم حضوری لیکہوا ہے - اِنِّی جَاعِلٌ فِی الاَرضِ خَلِیفَۃً - یہی فرماتا ہے اور بمحل آیت ظاہری فرشتون کو یہ ارشاد فرمایا - اِنِّی اَعلَمُ مَا لَا تَعلَمُونَ جسپر اونکو عذر ہے کئے بہی کہ لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا اِنَّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ یہان اسقدر پر اکتفا کرکے ناقل وذل اب بیان کرتا ہون معنی کلمہ طریقت

سکے - یعنی لا الہ الا اللہ - نہین ہے کوئی غیر اللہ کا - البتہ اسمین ایک
مسئلہ عینیت دوسرا حلول ثابت ہوتا ہے - جواب اوسکا ضروری ہے
لفظ عین - زبان عربی مین آنکھ کو کہتے ہین - جسطرح جسم انسان مین آنکھ
تا بینا - اور آنکھ مین تل - اور اوسمین نور جسکو ضیا اور روشنی کہتے ہین
عینیت ہو - تو ایسی ہے ورنہ غیر ہے نہ عین - بمصداق - ونفخت فیہ
من روحی کے - اسی ہی عینیت اور غیریت سے ایک مسئلہ وحدت الوجود
اور وحدت شہود جو کہ مختلف فیہ حضرات خواجگان چشت و حضرات
نقشبندیہ قدس سرہ عزیز چلا آتا ہے - وہ بہی مستخرج ہوتا ہے
تمثیل اوسکی جسطرح حباب دریا جسوقت تک وہ ہے حباب اوپر
پانی کے نظر آتا ہے وجود ہے - بعد نیز ہوجانے کے وہ ہی حباب
پانی کا پانی ہوگیا - شہود نہین تو پہر کیا ہے جسطرح جیسے انوار و تجلیات
صفاتیہ کا دکہائی دینا چشم سر دلالت کرتا ہے اور قوت دیتا ہے شہود
کو - غرض بہر کیف یہ دونون حالتین اور بہی علاوہ اسکے جو کچھ ہون
من حیث ہمارے ہی علم اور فہم اور ادراک اور دید کے ہین - ورنہ
وہ ذات واجب اپنی حقیقت مین وجود ہے نہ شہود جوہر ہے نہ عرض

س دوربینان بارگاہ الست جز ازین پے نبردہ اند کہ ہست

فی البدیہہ ایک دوہرہ ہندی کا یاد آیا - سوال مرید - کہو گرو جی ہر کیسے
جواب مرشد - بچہ - ہر جیسے کو ویسے - غرض اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ یہ سب اپنی ہی حالتون کا بیان ہے - جسکو جیسا کشود ویسے اوسکی
دید اور سیر النصیب لیصیب - اسمین جسقدر اور جہان تک متعلق کسب
ہے وہین تک انحصار - آیندہ راہ وہب - اوسکی کچھ انتہا نہین - اگر

اگر نگاہ و دید درست ہے اور مرشد حق پرست طالب چست ہے۔ ہر آن ہر لحظہ نت نئی سیر ہے۔ ہر وقت نیا کشود ہے۔ گاہے قبض ہے کہ جو کہ مثال ہجر اور بغار نت۔ کبھی بسط ہے کہ جس سے مراد وصال ہے۔ اسی واسطے صوفی کو ابن الوقت کہا ہے۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎

گہے بر طارم اعلےٰ نشینم　　　گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

جو نت ہجر ہے اوس وقت تلاش یار ہے۔ سوز ہے اور گداز۔ وحشت اور تنہائی۔ محرم راز وصال کی حالت مین خوشحال۔ اگرچہ ہین بے ملک و مال۔ فرحت ہے۔ اور انبساط۔ وہ شان جلال ہے تو یہ شان جمال ؎

اگر درویش بر یک حال ماندے　　　سر دست از دو عالم بر فشاندے

اور سب جھگڑا ہے۔ فی الوقت ضرورت نفی ماسوی اللہ اور اثبات ذات واجب مقصود اصلی ہے۔ جسطرح اوّل کہا گیا ہے ویسا ہی تصریح واسطے تفہیم کے تحریر کیا جاتا ہے۔ عمل اوسکا ہر طالب خُدا پر واجب۔ علاوہ اوس نفی کے اوّل لفظ مبارک اللہ سے نفی اور اثبات یعنے بعد ہر نفی کے اثبات اور ہر اثبات کے نفی۔ اسکے لفظاً معناً حرفاً ہر طرح پر اسمین جس قدر مبالغہ اور اصرار طالب سے ممکن ہو درگذر نہ کرنا چاہیئے۔ ابتدا ہر حال مین مشکل اور دقت طالب کو پیش آتی ہے لیکن بعد شافی وسیت لکار دل بیمار کے عملدرآمد ہو جاتا ہے ؎

نفی گردان از دل خود ما سوا　　　تا نہ گنجد در دلت غیر از خدا

یعنے نفی ماسوی اللہ۔ بعد بلاحظہ اسکے۔ چونکہ منبع اور ماخذ ان جملہ حالتون کا قلب قرار دیا گیا ہے۔ لہذا بطور مختصر بیان اسکا مقدم جانکر لکھتا ہون قلب مجازی اس مضغہ گوشت کو جو واقع ہے زیر پستان چپ کہ جسکو

قلب صنوبری کہتے ہین - اسمین ایک خلوت ہے یعنے جوف ابتدا ر تعلیم مین
کہ فہم طالب قاصر اور محتاج کسی صورت خاص کی ہوتی ہے اسیواسطے حضرات
صوفیہ صافیہ نگاہداشت قلب اور معائنہ و مشاہدہ خلوت اور جلوت مین
جو تعلیم فرماتے ہین درست اور بجا ہے - یہان سے ایک مسئلہ اور
مستخرج ہوتا ہے اسکا جواب بہی ضروری ہے - بقول حکماے اشراقین
ومشائین جہان خلو ہے وہان ہوا ہے اوسیکو روح طبیعی اور مادہ
کہکر جانتے اور مانتے ہین - حضرات صوفیہ و موحدین اوسیکو وجود
واجب جانتے ہین - بلکہ دلیل توحید وجودی باستثنا ہی ذوی العقول
وغیر ذوی العقول جمیع ممکنات وکائنات سے علے تغیر احوال نکالتے
اور ثابت کرتے ہین - مثال اوسکی قلب کہ جسکو ٹکڑا اور بیچ یعنے
درمیان جسکو وسط کہتے ہین معنے مرادی احاطہ کے بہی ہین - پس
معلوم ہوا کہ علاوہ ذی روح کے ہر شئے اشیاء ممکنات سے ایک ایک
کا کہ جسکا وجود پایا جاوے - اس عالم ہستی موہومہ مین اگرچہ خارجی
ہو یا داخلی - ذہنی ہو خواہ عقلی اوسکو قلب اور بطون لازمی اور
ضروری ہے پس جہان قلب ہو وہان خلو ہی ہے اس سے بہی ہونا
ایک وجود واجب کا ثابت ہوتا ہے - دلیل منصوصی اوسپر یہ آیت موجود
لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّةً اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ - ثانیاً یہ آیت شریف موید اوس کی -
وَہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ تعریف اور تفرق قلب حقیقی اور مجازی کے کہ
جسکو قلب نیلوفری کہتے ہین اوسیکو بعض اکابر طریقہ نے روح الہی
اور روح مجردی لکہا ہے - چنانچہ حضرات نقشبندیہ مضافات لطائف
ستہ مین خفی اور اخفی کا مقام سینہ اور قریب اوسکے اور

خواجگان چشت اہل بہشت قلب نیلوفری مقام اوسکا سینہ اور روح مجرد
مقام اوسکا زیر پستان راست۔ اور حضرات قادریہ قلب حقیقی اور روح
مجرد ایک ہی جانکر مقام اوسکا زیر پستان راست لکھ گئے ہین۔ غرض
ہر کیف یہ مضغہ گوشت مجازاً قلب کہا گیا ہے۔ بقول اکثرے قلب حقیقی وہی
مراد ہے کہ جو واقع ہے درمیان سینہ کے اور روح الٰہی دوسری چیز کا نام
ہے۔ دلیل عقلی اوسپر یہ ہے کہ قلب بیچ سینے درمیان کو کہتے ہین یعنے وسط
قطع نظر اسکے واسطے شست وشو چاک ہونا سینہ مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم آیا ہے زیر پستان چپ۔ بہر کیف خیال اس مضغہ گوشت کا اور
محافظت اسکی اگرچہ حقیقی نہ ہو مجازاً بہی ملاحظہ اور تصور اسکا بہت ہی ضرور ہے
اسواسطے مجاز ہی سے مقدمہ تفہیم اور یکسوئی کا حاصل ہوتا ہے بقول
اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ جسوقت طالب بطور کسب مجاز پر حاوی اور قادر ہوجاویگا
حقیقت کو پہونچنا بہت دشوار نہ ہوگا۔ قلب من حیث خلقت انسانی کی ایک عضو ہے
خاص مجموعہ اعضاے رئیسہ سے۔ اسواسطے کہ تمامی جوارح اور اعضا مطیع اور
فرمانبردار بنائے گئے ہین۔ اوسیکے واسطے ہر نیک وبد کا اثر ابتدا قلب
ہی پر ورود کرتا ہے۔ بعد ورود وہی اثر گھیر لیتا ہے تمامی اعضاے انسان کو
اسواسطے اصطلاح متصوفین مین نام اسکا مقام نگاہداشت رکہا ہے وہ بالکل
درست ناظر رہنا اپنے قلب کا اور محافظت اوسکی صحبت اغیار سے ہر طالب
خدا پر واجب بلکہ فرض حدیث اَلصُّحْبَتُ تَاْثِیْرٌ مقدمہ خیال وخطرات اسکو
تقدیم ہے اثر قلب سے ہی وہ کیا ہے ایک مخلوق ہے اس ہی خلقت انسانی
مین سے کہ ہر لحظہ ہر ساعت مین پایا جاتا ہے ورود اور صدور اوس کا
جسطرح آنا جانا ان لفظا مین ہی استعمال کرسکتے ہین اوسکو تعلق ہے خاص

من حیث صفات تجدد امثال ہے کہ ہر وقت مین تمامی کائنات مخلوقیہ وہمیہ
نافصیہ مین پایا جاتا ہے ۔ ایک عدم دوسرا وجود یعنے ہستی اور نیستی ۔ نفی و اثبات
جسکو کہتے ہین بہ مصداق آیہ شریف وَفِی اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کے ۔ اگر سمجھو
تم بقول سعدی علیہ الرحمہ ۔ ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات است وچون بر می آید
مفرح ذات ۔ پس انسان اون ہی خطرات سے جس خطرہ نے خواہ نیک ہو یا
بد اچھا ہو یا برا ۔ نورانی ہو یا ظلماتی ۔ صورت تخیلہ پیدا کرلی ۔ پہلا حامل اوس ہی
صورت تخیلہ متشکلہ کا یہی مضغہ ہے کہ جسکا نام نامی قلب ہے اور اسیواسطے قلب المومنین
عرش اللہ تعالے کہا گیا ہے ۔ یعنے جس وقت تعینات مضمحلہ پراگندہ ہوجاتے ہین
اور وجود منکسرہ سے حجابات دور ہوجاتے ہین تو خود وجود امکانی مرتبۂ وجود
وشہود سے اتصال حقیقی پیدا کرلیتا ہے بقول بزرگے ؎

ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

لِلْعَاقِلِ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ ۔ اب یہان سے اثبات و نفی ماسوی اللہ کا لکھنا چاہیئے
کہ جسکا وعدہ اوپر ہوچکا ہے ۔

ہر نفی کے بعد اثبات بعد ہر اثبات کے نفی ضروری اور لازمی ہے

تفہیم ہی اوسکی باشکال مختلفہ بتلانا چاہیئے مثال **لفظ اللہ** کی ۔
الف اول کی شکل کیا ہے ۔ ایک خط ہے مستقیم یعنے راست قایم بالذات
علے ہذا القیاس لام ہی حروف منفردہ ابجد مین بصورت اوسی الف یا خط
کے ہو [illegible] کہ تصور کیا جاوے یا کہا جاوے راست قایم کیا گیا جس صورت
مین دو خط قایم ہوگئے خود ہی ترکیب حروف مرکبہ ابجد لام الف ہو گیا
[illegible] تلفظ ہوا لَا معنے اوسکے بقواعد علوم متداولہ عربیہ نفی کے ہوتے ہین
مادہ بھی یہی خود ہی اوسکو بقاعدہ نحویت لائے نافیہ کہتے ہین اور علم

اور عمل ہیئت میں اسکو شکل منقلب کہ الف سے لام بنکر معنی نفی ما سوی اللہ
پیدا کیئے۔ اثبات سے نفی تو ثابت ہو چکی۔ پھر اثبات نکلنا چاہیئے۔
لفظ مبارک اللہ سے اوسوقت دعوے صحیح اور قابل اعتبار کے سمجھا جاے
لفظ اللہ اسمیں لفظ میں سے الف اور لام اول نکل گیا باقی رہا لام ثانی
اور ہاے ہوز۔ اگرچہ تلفظ میں یہ لام جو واقع ہے بعد لام اوّل کے
دراصل یہ لام نہیں ہے بلکہ الف ہے۔ بوجہ قربیت لام اوّل اور ترقی
درجہ کے کہ احاد سے متجاوز ہوکر عشرات میں داخل ہوا۔ اس سے لام کہلایا
ثانیاً ترکیب حروف منفردہ و مرکبہ قاعدہ ابجد سے لام قلب الف واقع
ہے اور الف قلب لام۔ ان دونوں حرفوں میں اتحاد قلبی ہے لام کہلایا
اور وقت تلفظ بھی یہی لام آواز الف کی دیتا ہے جسوقت یہ لام لام سے
الف ہوگیا قایم ہوا اپنی جگہ پر یعنے فصل کو اختیار کیا وصل کو ترک کرکے ہاے
ہوز سے۔ چونکہ اللہ اسم ذات ہے۔ صفت اوسکی کیا ہے واحد۔ معنی واحد
کے ایک یعنے ایک پس وہی الف دلالت کرتا ہے اوپر وحدانیت کے
رہا ہاے ہوز کہ حرف اخیر ہے اوسی اسم مبارک اللہ کا۔ وہ ہی خود مدلل
ہے اوپر ہویت اور موجودیت ذات بیچون و بیچگون کے۔ یہ
کلیہ ہر مسئلہ کا ہے کہ صفت سے موصوف اور مبتدا سے خبر۔ باقی جملہ ناقصہ
سے کچھ بحث نہیں۔ ایک طرح سے دونوں دعوے پورے ہوئے۔ نفی اسطرح
پوری کرنا چاہیئے جسطرح الف لام میں گم ہوا اور لام الف میں اوسیطرح
مرید بھی حقیقت مرشد میں گم ہوکر اس ظلمت کدہ بلکہ تمام عالم اجسام کو بنظر حقیقت
دیکھے اوسوقت یہ شعر حسب حال ہو۔ ؎

در و دیوار من آئینہ شد از کثرت شوق ۔۔۔ ہر کجا مے نگرم نور خدا مے بینم

دوسرا طریقہ نفی اثبات کا ۔ جسطرحسے لا مین الا اوسیطرح منقلب اوسکا یعنے الّا مین لا ۔ آئندہ چشم جوئبنا کی ضرورت ہے ابتدائی و تصریحی نفی و اثبات تیسری طرحپر ۔ یعنے لا الہ الا اللہ نفی الہ باطلہ وجمیع ممکنات عموماً بہ مصداق آیۂ شریف ۔ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۔ خصوصاً وہ الہ باطلہ جو تمنے اسس وجود وہمی مین بنا رکھے ہین اوسپر خلاف کتاب اللہ اور کتاب سنت کے اڑکر اس ہستی مطلقہ کو خراب اور برباد کر رہے ہو ۔ علاوہ برین جمیع ممکنات مخلوقیہ کے از تحت الثرے تا فرش زمین وازانجا تا ام الدماغ وازانجا تا عرش معلیٰ تا اطباق السموات جملہ مخلوق کے نفی یعنے سیر عروجی ۔ پس از ان وہین سے اثبات مع الصفات مرتبۂ نزول اور تعینات امکانیہ یعنے نزولے ابتدار گویا جہان سے شروع کی وہین تک واسطے فہم طالب کے ضرورت تصریح کی ہولی ورنہ اس قدر طوالت کی حاجت نہ تہی ۔ اثبات کی دو قسم ہین ۔ مشترک اور مجرّد ۔ ایسے ہی نفی کے ہی مراتب ۔ جو اثبات کہ واقع ہو قبل نفی اوّل کے اوسکو مشترک کہتے ہین ۔ مشترک بمعنی اشتراک ۔ اوسکے ہی دو قسم ہین ۔ صفاتی اور ذاتی ۔ صفاتی مین ہی اشتراک لفظی جسطرح حقیقت سے مجاز ۔ رہا اشتراک ذاتی من حیث صفات نہین ممکن لیکن من حیث جزویت حقیقے ممکن ہے کہ ہر جزئی حقیقے حکم کلّی کا کرسکتا ہو بعد تغیر و تبدیل حالت مجاز سے اصلی اپنی کے وہ کیا ہین صفات اور ہستی موہومہ اگرچہ وہ عرضیات ہون خواہ جوہریات ۔ یہ تو اینہی محال بالمحال گویا نہین ممکن ۔ ایسے ہی اشتراک نفی کا ہے ساتہہ اثبات کے جسطرح باتے ربنا سمع بصر علم کا حالت نفی یا فنا مین شمال غوطہ خور کے کبھی ادہر گاہے اودہر

یعنے حالت صحو و سکر مجرد اوس سے مراد ہے۔ اس نفی موجودہ کے ہی نفی تقید مکان نہ مکین آسمان ہے نہ زمین جسکو فنا انقیا اور مقام جمع الجمع کہتے ہین۔ یہی فنا مجرد لبعد اسکے جو اثبات واقع ہوتا ہے وہ ہی اثبات حقیقی اوسوقت سالک اپنے کو دیکھتا ہے صاحب قوت نفوس ذاتیہ کمالیہ واجبیہ کے اور پاتا ہے اوس ہی اپنی ذات کو جمیع ممکنات پر متصرف۔ یہ جو کچھہ لکھا گیا تعریف اور ترقی مقام کی ہے نہ اسکی ذاتی اوسکو ورود احوال اور معاملات اور واردات کہتے ہین اکثر ہوتا گاہگاہ ہے خواہ تمام عمر مین ایک مرتبہ کیون نہ ہو یا بندہ ہو خواہ آناً فاناً حالت ذہولت ہو یا لوم تململ غرض ہر کیف جو کچھہ ہو یا جسطرح ہو اسکو حضرات قادریہ مقام تمکین اور حضرات خواجگان چشت اہل بہشت مقام انانیت اور کشود دید سیر نیرنگی۔۔۔ اور حضرات نقشبند یہ مقام وحدت صرفہ اپنی اصطلاح مین فرو فرماتے ہین۔ معہذا اسیقدر پر اکتفا کرکے بیان کلمہ معرفت کا کہ ترقی مین تیسرا مقام ہے شروع کرتا ہون۔

معنی کلمہ معرفت لا الہ الا اللہ یعنے لا یعرفون الا اللہ بہ معنے لا یعبدون الا اللہ۔ چونکہ معنے معرفت پہچان کے ہین اور پہچان منحصر ہے اوپر جاننے کے لبعد جاننے کے مرتبہ ہے ماننے کا۔ لہذا اوّل جاننا چاہیئے حقیقت مرشد کو وہ کیا ہے یک طرف یا آئینہ ہے حذا نمائی کا جس سے خلوت اور جلوت مین معاینہ اور مشاہدہ کرتے رہتے ہین اوسی نور مظہر مقدس کا جسکا یہ عالم امکان مظہر ہے پس اس ہستی موہوبہ سے ورگذر کر بہ مقام فنا فی الشیخ یعنے برزخ صغرے اور تعینات صفاتیہ

امکانیہ سے ترقی کر کے مقام فنا ر انقیا یعنے برزخ کبریٰ کا طالب ہوا - اس مقام کا طے ہونا بغیر استمداد اور توجہ کامل مرشد کے ناممکن بلکہ محال ہے - اسیواسطے ملجا مرشد کامل کا معنا بین خدا کا ملنا تصور کیا جاتا ہے لیکن استدراک من حیث ذات اوسکے مرتبہ کے سخت تشکل اور تعین اوسکا ساتھ تعینات کے نہایت دشوار بلکہ یقیناً محال - التفکر ساعۃ اوسلے من عبادۃ الثقلین بہ مصداق حدیث شریف ما عرفناک حق معرفتک

این قدر ہست کہ بانگے جرسی میآید

بہرکیف اس عالم محسوسات مین ہم بالضرور محتاج کسے شئے حسیہ کے ہین من حیث اوس ہی صفات کے - صرف اسقدر کہ مصنوعات سے ایک صانع کا ہونا تسلیم کر لین اور از روے اعتقادات کے قولاً مان ہی لین جس طرح سے جمیع مخلوقات مکلف حیوان ناطق کہ جسکو انسان کہتے ہین باختلاف السنہ - ایک وجود واجب جانکر اوسیکو خدا کہہ لین اور کہتے ہی ہین - پس عامہ مخلوق کا ایمان اور اسلام اسقدر ہے اور اعتقاد بہی ہی ہے - لیکن اوس صانع قدرت نے اپنی قدرت کاملہ سے بہ کلمہ کنت کنزاً مخفیاً علم کے دو حصے کیے - ایک علم ظاہر ہے اور دوسرا باطنی یعنے ذات بناے علم صفات ہی حروف ابجد مین جسکو تعلق ہے احکام ظاہری اور اوامر اور نواہی کا ہی نا تمدن اخلاق انتظام معاملات اور معاشرت عالم - خلاصہ ان سب کا پابندی شریعت محمدی - رہا علم باطن جسکو علم اسرار و علم حق کہتے ہین وہ پہر پوشیدہ کردیا گیا واسطے تفہیم خواص کے حدیث عن ابو ہریرۃ قال حفظت من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انائین فاما احدہما فابثیتہ فیکم واما الاخر فلو ابثیتہ فقطع

نذا الحلقوم یعنے مجری رواہ البخاری - کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نگاہ
رکھی ہین سنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے - دو ظرف بھرے ہوے علم سے
سو ایک ظاہر یعنے پہلا یعنے بیان کیا اوسکو تم مین یعنے ایک علم ہے
باتون کا کہ علم احکام و اخلاق ہے جسکو خاص و عام سے علاقہ سب ہے
بیان کیا تم سے - دوسرا علم اسرار ہے کہ وہ علاقہ رکھتا ہے علمائے دین
اور عرفائے اہل یقین سے اگر ظاہر کرون اوسکو تو کاٹا جاوے گلا
میرا یعنے نرخرا -

تعلق علم لدن اور شرح صدر اور فیضان نبوت ملکہ خاص ولایت سے
واسطے تبلیغ احکام شرعیہ - اوسی ہی خداوند جل جلالہ و عم نوالہ نے پیدا
اور مختص کیا وجود انبیا علیہم السلام کا از آدم تا وجود باوجود حضرت
ختم المرسلین اور انبیا واسطے تبلیغ مع کتب سماویہ اور معجزات
منزل من السماء اس عالم ممکنات مین اگر دعوت اسلام سے مشرف
کیا اور احکام اوس خداوند کے سنائے اور پہونچائے ایک دوسرے
کی خبر فرقہ بعد اخرے دیکر چلے گئے حتے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ
وسلم مع معجزات وکتاب اس دنیا مین تشریف لائے اور دعوت
اسلام موافق منشاء الٰہی کے پوری کرکے بمصداق الیوم اکملت
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی - اپنے خاتم الانبیا ہونے کی مُہر دفتر نبوت
پر لگائی اور کافۂ انام کو نصیحت وصیت کتاب اللہ کے تمسک اور
سنت کی تعمیل کرنے کی فرمائی اور بمودائے نکتہ قل انما انا بشر
مثلکم - نگاہ عالم ناسوت چہرہ مبارک کہ زنسیم نسیم و بسیم لطیف پر نقاب
اختفا ڈال اور من حیث خاصہ حیاۃ النبی باحیات النبی پکار رہے الوہ

سکے واسطے توجہ اور افاضت قدیمی دایمی ویسے ہی منبذول رکھی جسکا ہے
احیاء قلب صوفیئین مشتاقین ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مطلق ولایت
دوسری چیز ہے اوسکو علم باطن یعنے اسرار سے تعلق ہے۔ بعض انبیا علیہم السلام
کو جو خصوصیات عنایت فرمائی گئیں وہ من حیث ولایت خاصہ سکے تہیں چنانچہ
اون مین کسیکو صادق الوعد کسیکو مخلص کسیکو کلیم کہا لیکن محبوب کسیکو
بجز ذات اقدس نہین فرمایا بمصداق آیہ فاتبعونی یحببکم اللہ کے چونکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دونون مرتبہ بوجہ اتم حاصل تھے۔ نبوت کے تو
آپ خاتم ہی تھے لیکن مرتبۂ ولایت مین بہی اخص و اعلے درجہ کا مرتبہ تہا۔
اوسکو آپنے تمام اور بند نہین کیا۔ بلکہ عزت اور خصوصیت کے محل
اور موقع سے پہونچایا اوسکو مستحقین مخلصین تک جو مضمون اس آیہ سکے
والراسخون فی العلم منظور نظر حضور ہین۔ لفظ علم اگرچہ عام ہے لیکن آیہ مین
مقید کیا گیا ہے ساتھ راسخون سکے جس سے علم اخص و تفقہ فی الراسخون ثابت
ہوتا ہے اور محبت فرقہ صوفیہ اور پسند کرنا اس گروہ کو جناب رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کا بخوبی حدیث سے ثابت ہے اللہم احینے مسکیناً و امتنی مسکیناً
واحشرنی فی زمرۃ المساکین۔ وہ بار امانت جو متعلق علم توحید اسرار سے ہے
حضرت نے پورے طور پر جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ جنکو آپ کی
ذات مقدس سے خصوصیات من وجہ علاوہ صحابیت کے حاصل تہی تفویض
کیا جملہ راز و نیاز عطا فرماکر یہ فرمایا کہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا اور سینہ
مبارک سے مرتبہ بمرتبہ منتقل ہوتا ہوا اعلے قدر مراتب و درجات سکے وہ
جاری ہے اور ایسا ہی چلا جاویگا تا قیام قیامت۔ اور یہ امر خاص
مختص ہے واسطے اسی امت مرحومہ کے بخلاف اور امتون کے وہ خصوصیات

خاصہ اور حصول مراتب کا بیان کہ کیونکر ہوتا ہے ذکر اور فکر شغل اشغال
ومراقبات ومعائنات ومشاہدات سے اور یہ نہیں حاصل ہوتا بدون
قوت علم باطن کے - وہ آتا ہے مرشدان طریقت اور توجہ خاص سے
اور قایم ہونے اوپر قرب نوافل اور فرائض کے - جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم خود فرماتے ہیں بحدیث قدسی کہ میں کیفیت میں آنکھہ اور کان
یعنی سمع وبصر علم خود بنجاتا ہوں اپنے بندہ خاص کا اور ایسا ہی مضمون
حدیث شریف میں وارد ہے - الحدیث یتقرب بالنوافل حتے احبہ فاذا
احبہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا
پس اس سے بہی معلوم ہوا کہ ایک علم حقائق اور اسرار بہی ضروری ہے
کہ جسکو فہم عوام الناس کا نہیں دریافت کرسکتا اور واسطے ثبوت کے بعضا
انبیا علیہم السلام اور اولیا اللہ کے کلام میں اکثر مقام پر اشارہ پائے
جاتے ہیں اور نیز اسیطرح کلام پاک ومقدس میں بہی جابجا مذکور ہے
چونکہ راقم کو اختصار مد نظر ہے لہذا تمام کرتا ہوں معنی کلمہ تیسرے کے
بیان کلمہ حقیقت لا الہ الا اللہ - معنی نہیں ہے کوئی بجز ذات
واجب الوجود کے مقام ہمہ اوست بمصداق فاینما تولوا فثم وجہ اللہ - دوسری
آیہ کل شئ ہالک الا وجہہ - تیسری - نحن اقرب الیہ من حبل الورید -
بمصداق حدیث نبوی انا من نور اللہ - دوسری حدیث اول ما خلق اللہ نوری
جسوقت پردہ اخفا سے اوسی نور مبارک نے بکسوت ظہور مظہر اتم اور تنزل الکل
کے جلوہ گر ہوکر اس عالم کو منور کیا - مثال جسطرح برف کہ واقع میں صورت
اور کیفیت میں بالخاصہ اور بالاثر پانی ہے اور جملہ کوائف بہی پانی کے رکہتا
ہے لیکن کوئی اوسکو پانی نہیں کہتا وہ ہے مشہود سے

اوسکا یعنے بظاہر ایک شئے نظر آتی ہے جسکو نام جسکے اوسکا مع الصفات یا بالصفات برف کیا جا رہا ہے - پہر وہی بعد تبدیل صفات یعنی شکل ظاہری وہی پانی کا پانی - اسی سے مسئلہ وجود اور شاہد کی بہی تمیز کر لیجا وسے اور اسیطرح سے وحدت سے کثرت اور کثرت سے وحدت یعنے بندہ خدا مین اور خدا بندہ مین اسی ترکیب منقلب سی حلول صادق نہین آسکتا ہے

توحید حلول در نہاد است	اما حلول اتحاد است

تمثیل دوسرے جزئی حقیقے ہونا انسان کا تو آیتہ شریف ونفخت فیہ من روحی سے ثابت جبوقت یہ انسان جزئی حقیقے اوس کلی حقیقے لعینی حقیقہ مطلق کا قایم ہوگیا - کیا نہین ممکن بعد تبدیل اخلاق بشریہ صفاتیہ او رساقط ہوجانے عرضیات من حیث صفات کے وہی جزئی یعنے انسان حکم اوسی کلی کا پیدا کرے ایسا ہی برف آسمانی ہو یا ترکیبے اوسکو پانی سے جانا بالکل صحیح و درست ہے اسواسطے کہ وہ وجود جاری جاری اور وہی جسکو ہستی موہوم سے تعبیر کیا - اور یہ ہر طرح حقیقے من حیث قیاسات سے کہ ہے - قیاس مع الفارق اور قیاس اقترانی دو قسمین ہین - یہان ہم خود خیال اور غور کرتے ہین - عقلا سب اسی دلیل کو قوی پاتے ہین کہ جس سے قیاس اقترانی پایا جاتا ہے

تو قایم بخود نیستی یک قدم	ز غیبت بدو میرسد دمبدم

بقول بزرگے عارف

هرکه یار را با پوست دید هیچ ندید	و هرکه بے پوست دید و خود را هم ندید مثل ندید

و هرکه خود را اندید و یار را هم بے پوست دید دید او چه دید - جبوقت طالب کلمہ شریعت سے مسلم اور مومن ہوکر طالب طریقت زبان سے ترسے کرکے

کلمہ معرفت سے آگاہ اور مطلع ہوکر فیضان مرشد سے عارف کہلایا وہاں سے ترقی مدارج میں درجہ اشرف واعلے ہے یعنی فنا فی الرسول حقیقت محمدیہ پر پہونچکر الوہیت اور لا تعین الا اللہ کے یعنی نظر میں کہوے مراقبہ قرب ومعیت تک ہوگیا۔ چونکہ افضل ترین عبادات بدنیہ حیثیت صلوۃ ہے یعنی نماز مقام شریعت میں اگرچہ قیام اور قعود رکوع اور سجود ذکر ورد ہے لیکن لا صلوۃ الا بخشوع القلب کا حاصل ہونا چاہیے۔

نماز زاہدان سجدہ بجود است ۔ نماز عارفان ترک وجود است

حقیقت نماز کیا ہے اظہار عجز اور ثبوت عبدیت اوسکا حکم ہے بہر اگر بنائے احکام شرعیہ دو قسم پر ہے۔ ایک ترغیب دوسرا ترہیب یعنی تمنائے جنت یا خوف دوزخ۔ جب ذات سالک مقام عرفان میں پہونچکر عارف باللہ کہلایا دونوں حالتوں سے گذر کر رضا و تسلیم اوسکا مقام ہوا لیکن واسطے عبدیت اور سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مصداق وقرۃ عینی فی الصلوۃ کا مضمون تمام جوارح سے بلکہ فقرۂ اوسکے کا حجاب اپنے کو فنا کر مشغول ہوتا ہے ساتھ مشاہدہ اور معاینہ کے اور بغیر ایسی حالت کے اوسپر سجدہ حرام ہے ۵

حاجی برہ کعبہ ومن طالب دیدار ۔ او خانہ ہمی جوید ومن صاحب خانہ

بقول بزرگ۔ طالب عقبے مزدور وطالب مولے مسرور۔ اس مقام پر سالک ہوتا ہے پاک شرک خفی سے کہ نسبت اضافت طرف مخلوق اور نافع وضار جاننا ممکنات کو اس قدر کہ حضرات صوفیہ صافیہ شرک بلکہ کفر جانتے ہیں۔ مصداق التوحید اسقاط الاضافات بینا الشاہد فہو المشہود کا منظور ہے اور منظور الیہ بنجاتا ہے بلکہ بچشم سر وسر سیر کرتا ہے

اور دیکھتا ہے حقیقت اپنی اور جمیع کائنات ممکنہ کی بے سیر صفات اور
مع کثرت صفات کے اُسکا نام ہے - توحید علاوہ اسکے - ذات بحیثیت
واجب الوجود اپنے کے اوسیکو سزاوار اور لائق ہے پرستش وہ ہے یگانہ
منشبہ اور مثال سے جو قدیم مین کچھ نہ تھا وہ تھا - ایسا ہے جیسا کہ ہے
اور رہیگا جیسا کہ - الآن کما کان - یہ عالم خلق امکان نے اوسکے علم قدیم
مین تھا جسطرح وہ خود ہی فرماتا ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ
یعنے رنگ اللہ کا اور کیا بہتر ہے وہ رنگ - پس معلوم ہوا کہ قبل تخلیق
اس عالم تکوین کے اپنے ہی رنگ مین تھا اور موسوم باسماء تنزیہ جسطرح
یا حی یا قیوم یا قدوس یا سبوح مبتدا و آیت صمد رتعبیر کئے گئے ساتھ
رنگ کے اسواسطے مشائخین علی الخصوص حضرات نقشبندیہ فرماتے ہین-
الظلمت وہو التوحید اور حضرات خواجگان چشت اوسکو دید بیرنگی سے
تعبیر کرتے ہین حالانکہ حاصل دونون اصطلاحون کا واحد پایا جاتا ہے۔
وصول و احوال مین صرف تفارق لفظی ہے اور عیان سے اتصال ہے
چاہتا ہے اسے امر کو کہ جہانتک انوار صفاتیہ کا لگاؤ باقی رہیگا جیسکو نور
اور ضیاء لامعہ اور ساطعہ حرکت وصوت سامعہ ان سب سے مبرا اور منزہ بے
رنگ ذات الوان جتنے ہین وہ ظہور صفات ہین نہ ذات - علاوہ اسکے
صفت ہے جو مخلوق سے عبارت بکثرت شمار پذیر ہے اور ذات لفظ
الظلمت کا جو آیا ہے اوسکے معنے سیاہ ہے یا اندھیرا نہین ہین اور نہ یہ مطلب
ان حضرات کا ہے بلکہ معنے الظلمت کے وہے خود رنگ سے
سمجھنا اور جاننا چاہیے جسمین شمول الوان اور صفاتیہ کا نہ ہو وہ مراد ذاتی
حمیت یہ طالب لایعرفون سے لایعبدون تک ہوگیا فرمانے لا یشتغلون

والمحبوبون کے مقام پر پہونچکر مراقبۂ قرب و معیت ملکہ اقربیت کا متکلم
اور مصداق لابشرط شئے اور شئے بشرط لا اور بشرط لاشئے جسکو
مقام فردیت کہتے ہیں ہوا۔ مرتبہ اوّل ہیں ذات واجب الوجود
ثانی و ثالث ہیں عالم ارواح و عالم امکان مع الصفات جو وقت یہ
سیر کہو سلے اور تعینات امکانیہ اوٹھکر لاتعین الا اللہ کو مرتبۂ ذات
بحت جسکو غیب الغیب کہتے ہیں حاصل ہوا۔ مرتبہ دوم تعین اوّل
کہ جسکو وحدت صرفہ اور قابلیت محض اور مظہر اتم اور مقام اجمال
اور جمع الجمع کہتے ہیں بہ معنے اثبات حقیقی یعنے سب اسماء و صفات
تنزیہیہ کا کہ وہ صفات اور اسما نہ پاسے جاوین مخلوق ممکن میں مثال
جسطرح یاصمد یاسبحان یاقدوس یاحی یاقیوم علاوہ
اونکے اور جو ہیں صفات تشبیہ جو پاسے جاوین بیچ مخلوق ممکن کے
جسکو اثبات مشترک کہتے ہیں جسکی تعریف اوپر ہوچکی ہے۔ تمثیل اسماے
تشبیہ یہ ہے جسطرح یاعلیم یاسمیع یابصیر۔ مرتبہ تیسرا تعین ہے تیسری میں
اوسی ذات کو واحدیت کہتے ہیں یعنے تفصیل اسماے صفات تشبیہی

یہ جو لکھا گیا مرتبہ امکان اور ممکنات سے ہے۔ مرتبہ چوتھا اور تعینیہ
تیسرا۔ عالم ارواح اور انوار کا جسکو عالم امر کہتے ہیں۔ لیکن کیفیت اونکی
پائی نہیں جاتے۔ کوئی رنگ ہے نہ حرف نہ جسم ہے نہ صورت جو
خاص مختص کیجاتے بصورت شکلہ جسمیہ کے پہر کیا ہے محض ایک نور ہے
بسیط اور وسیع بے نہایت جسکا بیان نہیں کرسکتا۔ البتہ بصفت فراخی
و کشادگی تعبیر ہوسکتی ہے اور یہی ساتھہ صفات کے مخلوق سے ہوسکتا

سے مرتبہ و اجب الوجود میں ہے نور جلالہ و عم نوالہ و بجود الاء

بے چگون بے شبہ بے نمون صفات فراخے و گشادگے اور ابعاد ثلاثہ سے بہ پاک ہے۔ مرتبہ پانچوان لتین چوتہا ۔ عالم خلق ہے از عرش تا فرش زمین ۔ و جمیع کائنات مخلوقیہ سے یعنی عالم ۔ مثال عالم سفلی و عالم خواب و خیال حجاب اور برزخ ہستے موہومہ جو کچھ ہے درمیان عالم ارواح اور عالم خلق کے من کل الوجوہ نہ عالم خلق ہے نہ ارواح بلکہ برزخ یا شترک ہے درمیان دو مرتبہ کے یہی ہے مرتبہ ستہ اور تعینات خمسہ خاص اوس واجب الوجود کو ہے اور تعینات طہورات مظاہر اصطلاح حضرات شائخین اور علمد آمد سلوک مین نتیجہ واحد رکہتے ہین و احدیت اور وحدانیت بالصفات چاہئے ہی تفصیل اسماء و صفات کو جسکو تعلق ہے ساتھ تشبیہ کے اور مشروط ہین بالشرط اور بعض اون مین سے غیر مشروط ہین وہ یہ ہین بغیر اضافت تفاوت کے جسطرح عالم متعددے علم اوسکی صفت ہوئے العلیم لازمی ہوگیا اسم یا سامع متعددے صفت اوسکے یا سمیع لازمی یا ضروری ہے اسیطرح یا بصیر یا قدیر یا قادر ضروری لازمی ہوگا ۔ ایسا جو کچھ اس سے متعلق ہوا اوسکو شیونات اور ملزومات و کمالات لازمیہ ملزومیہ کہتے ہین اور نیز اعیان ثابتہ اور صور عقلیہ و علمیہ ہے کسواسطے کہ مسئلہ تصور و تصدیق علمائے متکلمین اور حکماے اشراقین و مشائین کا عقلاً نقلاً دلیلاً شرعاً مسلمہ اور تسلیم کیا ہوا ہے ۔ تصدیق کو تصور ضروری ہے جسکا بیان تصریحا اوپر آچکا ہے پس کمالات ملزومات مسموعات و مصنوعات مرادات و مقدرات مخلوقات ان صفات او غیر مشروطہ کہتے ہین اور اعتقاداً جاننا ہے ایسا ہی چاہیے

ہر سو مین مسلم منکشف کر نیکین ظہور اونکا اوّل کہ جسوقت کچھہ نہ تھا سیہے قوات بقوت قویہ خاصہ خود اوسہی ذات واجب مین موجود تھے اور پیر اظہار اس عالم فانی اور ہستی موہومہ صفاتیہ سکے موقوف نہ تھا اور نہ اب ہین علاوہ ان اسمار وصفات سکے کہ ظہور اونکا موقوف اور منحصر تھا اور پیر تخلیق اس عالم محسوسات اور شیونات سکے جسطرح یا خالق یا رزاق یا رحمن یا رب وغیرہ وغیرہ۔ یہانسے سیر سالک من حیث صفات سلوک مبتداوں سکے تمام بعد ساقط ہوجا نے اور گرجانے اضافات تشبیہ سکے باتی رہا جو ہے یعنی وجہ نور انا من نور اللہ کا وہ کیا ہے حقیقت محمدی اسواسطے کہ یہان قید جسمی قرب اور بعد بقید مکان وزمان جاتے ہے بحث نہ رہی ؎

تو درو گم شو وصال اینست وبس گم شدن گم کن کمال اینست وبس

یعنی نفی لوبے نفی خود مین خودہی گم ہونا اثبات حقیقی خود سکو کہ خود ہے دیکھنا ظاہر باطن کو باطن ظاہر کو اپنا ہے مظہر جانکر و اطیعوا الرسول کا مصداق بنکر من رانی راء الحق سکے سیر مین معروف رہے یعنی برزخ کبرے ؎

محمد بصفت غریب آمدہ بمعنی نگر عین رب آمدہ

اور بہ مصداق ہذا الشعر شلکم کے ؎

او بہر اللہ ہے واصل او بہر مخلوق ہے شامل خواص اوس برزخ کبری مین ہی حروف شدہ کا

ادس پر دلیل منصوص ہے ایتہ شریف مرج البحرین اسلے آخرہ سے یعنی اجتماع دو دریاون کا ایک علم شریعت دوسرا علم اسرار جسکو علم باطن کہتے ہین دوسرے معنی مراد ہے۔ ایک ذات دوسرا صفات یہی ہے حقیقت محمدی کہ ظہور کل شئے کا یہ ہے اوسی نور مطلق کا چنانچہ قال علیہ السّلام

انا من نور اللہ وکل شیء من نوری اور حق سبحانہ تعالے نے گنج مخفی سے خود بخود ساتھہ اوسی نور کے نعمت اپنی آشکارا کی جسطرح حدیث قدسی مین وارد ہے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف اس جگہ خلق سے مراد ظہور حقیقت محمدی ہے۔ اللہ جل شانہ نے اوسی نور سے پہچانا اپنے یعنے محبوب کو گو درمیان آئینہ محبت کے مشاہدہ کیا اور خود محب ہوا اپنے محبوب کا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لولاک لما اظہرت سر الربوبیت اور محب اور محبوب کے برزخ بیچ اس مرتبہ کے اگر فہم کرے تو اے عزیز آپ ہی محب اور آپ ہی محبوب آپ ہی عاشق آپ ہی معشوق آپ ہی محبت آپ ہی عشق ؎

ذات خدا چو گنج مخفی بود در نہان | آمد بعشق خویش بمعشوق شد عیان
عاشق شد است صورت معشوق را بعشق | اینجا ہمہ یکے است چنین کردم بیان

اب بخدمت ارباب بصیرت گذارش ہے کہ آئندہ ایک تمہید ہر جبین فضائل اور حسنات ذکر اور کلمہ شریف کہ بناء توحید اور انتہاے توحید اسی پر ہے اور ما خذ اسکا کہ جسکا ثبوت آیات بینات قرآنی و نیز احادیث رسول صلے اللہ علیہ و الہ و اصحابہ وسلم سے ہوگا۔ بعدہ تین فصلین علیحدہ ذکر و اذکار و غیرہ و غیرہ جو متعلق حسب خاندان سے ہوں آخر میں ایک تتمہ کہ جسمین کچھ احوال و اقوال یا سن حیث وارادات و معاملات کہ جنکو کشف و کرامات کہتے ہین کسی بزرگان دین متین علی العموم یا بالخصوص اپنے ہے مرشدان طریقت یعنے حضرات اجداد کا جاننا چاہیئے کہ ذکر کیا ہے اور کلمہ شریف کیا چیز ہے اور نتیجہ ذکر و فکر کیا ہے پس حقیقت اوسی واجب الوجود یعنے قادر مطلق کو اظہار اپنے صنعت اور قدرت کاملہ کا

کا منظور ہوا مرتبہ وحدیت سے رجوع کیا طرف احدیت کے ۔ چونکہ احد
اور احمد میں صرف میم کا فرق ہے یعنے حد ذات میں تو احد اور مرتبہ
ثانے تنزل اول میں وہے احمد ۔ علاوہ اسکے ایک سر باریک اور ہے
یعنے حرف میم کی شکل کیا ہے ایک نقطہ اور نقطہ میں ایک گنبد باریک ہے
یعنے مرتبہ اول میں حقیقت محمدی اور مرتبہ ثانے میں جو مشہور ہے کن
وہی نقطہ ہے ۔ غرض یہ کہ اول اسم مبارک آپ کا احمد ہی تہا ۔ چنانچہ
کتب سماویہ انبیا سے سابقین میں احمد ہی آیا ہے وقت ظہور وجود مصداق
انا من نور اللہ کے ایک نور علیحدہ کیا یعنے حقیقت محمدیہ من بعد مرتبہ
ثانی میں اسی ہی نقطہ کن سے عرش و کرسی اور لوح و قلم بنایا
اور تمامی تخلیق ہیژدہ ہزار عالم کی کرکے قلم کو حکم ہوا کہ لکھہ قلم بسبب
خوف اور عظمت و جلال کے شق ہو کر سر بسجدہ ہو گیا ۔ بعد سر اوٹھا کر
عرض کیا ۔ خداوندا کیا لکھوں فرمان ہوا کہ توحید اور قدوسیت
باری تعالے شانہ ۔ قلم نے موجب فرمان واجب الاذعان لکہا ۔ لا الہ
الا اللہ ۔ پہر سکوت کیا ۔ دوبارہ پہر حکم ہوا کہ لکھہ نام ہمارے حبیب کا
وہ حبیب کہ جسکے واسطے پیدا کیا میں نے تمام زمین و آسمان کو مصداق
لولاک لما خلقت الافلاک ۔ پس قلم نے مودب ہوکر لکہا محمد الرسول اللہ
گویا یہی پہلا کلمہ ہے کہ جس سے ابتدا ہے کتابت کی اور ابتدا اور ایمان
اور انتہا ہے اسلام میں یہی کلمہ ہے کہ جس سے خاتمہ ہوتا ہے ۔ اسیواسطے
اسکا اول کلمہ طیب نام رکہا گیا ہے کہ پاک کرنے والا ہے نجاست شرک
اور کفر سے اور مصداق افضل الذکر کے بہی یہی کلمہ شریف ہے کہ جسکے واسطے
خدا تعالے فرماتا ہے آیہ شریف فاذکرونی واذکرکم چونکہ اللہ

صرف اسم ذات ہر وہ متعلق ہے تنزیہہ سے - یہاں جل جلالہ عم نوالہ کو ملاحظہ اپنے شیونات صفات کا پیش نظر مثل ربوبیت و رحمانیت و رحمانیت کے منظور ہوا وہ منحصر تھا او پر مظاہر یعنے تشبیہات عالم کے چنانچہ یہ کلمہ جامع ہے تنزیہہ او ر مرتبہٗ امکان مین تشبیہ سے یعنے محمد رسول اللہ۔ قطع نظر اسکے یہی وہ کلمہ ہے کہ بچانے والا ہے نار دوزخ سے ہر مومن و مسلم کو بموجب ارشا د خواجہ کائنات علیہ التحیہ والصلوٰۃ کے من قال لا الہ الا اللہ قد خل الجنۃ بلا حساب بقول بزرگے عارف

گر اپنی شفا چاہے تو کلمہ کا ذکر کر   حق سے جو رہنا چاہے تو کلمہ کا ذکر کر

علاوہ اسکے احترام اور اعزاز اس کلمۂ شریف کا بخوبی ثابت ہے کہ قبل تشریف آور ے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بموجب ؎

بیشتر از ہمہ شاہان غیور آمدہ   ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
ای ختم رسل قرب تو معلوم شد   دیر آمدہ از رہ دور آمدہ

یعنے قبل وجود با وجود واسطہ اظہار خصوصیت خاصہ اور اثبات مقام قربت اپنے حبیب کے اسی کلمہ کو ساق عرش پر معلق کر دیا۔ اس تخصیص مخصوصہ سے ہی جامعیت اور بزرگے اسی کلمۂ توحید کی ثابت ہے دوسرے حکمت الٰہی مقتضے اس امر کی تھے کہ ملائکہ مقربین اور حاملان عرش برین اور انبیائے مرسلین کہ جو آپ سے پیشتر واسطے تبلیغ احکام و ہدایت مالا کلام کے بھیجے گئے تھے تاکہ مرتبہ آپ کا جانین اور آگاہ ہون اسواسطے کہ یوم البعث والنشور وقت حساب و کتاب کے کہ آپ بمقتضاے نبوت اور بمنشاے اسکے کہ شفاعت امت گنہگار کے واسطے باندہ کر مثل مادر مشفقہ کہ جسطرح اپنے فرزند گم گشتہ کے تلاش کرتے ہیں ہر سراسیمیان

محمد ہی کلمہ گو کے شفاعت مین جستجو فرماوینگے ۔ بمصداق آیت من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ کے ۔ یعنے بموجب اذن بمنزلۂ اجازت یا حکم کہ وہ اذن روز ازل ہے کہ ہوچکا تہا بعلم الٰہی کہ جسوقت مین کچہہ نہ تہا بجز ذات بحت صرف واسطہ اظہار خصوصیت محبوب اور کمال خاطر اور پاسداری بمواجہہ جمیع ملائکہ مقربین اور تمام انبیاے مرسلین واسطے اثبات ختم المرسلین ہونے کے اجازت عامہ کہ جسکو شفاعت بالوجاہت کہتے ہین ہوگی دوسرے مصلحت اسمین یہی رکہی گئی ہے تاکہ آپکو معلوم ہوجاوے کہ آپ کے امت کے لوگون مین کسقدر اطاعت اور کسدرجہ نافرمانی حکم ربی ہوئی کی ۔ باوجود اسکے یہی کسقدر رعایت اور پاسداری اپنے محبوب کی اور کس حد تک غمخواری اپنے حبیب کی منظور ہے اور دوسرے نبیون کی امت کے لوگ بعد بعثت آن نبی ہمارے کے بعد جو بقا ہونگی صرف اسی کلمہ توحید کے کہکر شفاعت حاصل کرینگے ۔ اسواسطے اللہ جل شانہ نے کہ علم اور ارادہ اوسکا قدیم ہے باوجود وسیلے حکم معروضے ہوجانے قران شریف مین لفظ الا باذنہ کا بمصلحت فرمایا نہ یہ کہ زید و بکر کو سوئے اور انسان یا ملائکہ اس سے مراد ہون معہذا ضمیر اسکی راجع ہے طرف ہویت ذات کے یعنے جسکو ہم چاہین ۔ اس سے یہی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مراد آپ ہی سے ہے بمصداق لولاک لما خلقت الافلاک کے ۔ دوسرے دلیل قطعی انا من نور اللہ اسپر موجود ہے کہ دوسرا وجود ایسا یا ہمسر آپ کے پیدا ہی نہین کیا گیا ابتدا خلقت سے اور انتہائے حشر تک نہ پیدا ہوگا ۔ پہر یہ خیال کہ لفظ باذنہ کا اشارہ دوسرے کسیطرف کو ہے اگر آوے وہ خیال بالکل لغو اور باطل جاننا چاہیے

نزدیک علما سے محدثین ومفسرین کے بجز مذاہب باطلہ جنکے دین وایمان مین ضعف ونقص ہے کسیکو ایسا خیال اعتبار نہین ہوسکتا۔ خلاصہ یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دو طریقے تعلیم دین بتین اور تلقین معرفت ویقین کہ جسکو ظاہر اور باطن یعنے ذات اور صفات ایک ارائت الطریق کہ متعلق ہے علم ظاہر یعنے تبلیغ احکام شرعیہ سے۔

طریقہ دوسرا ایصال الی المطلوب کہ جسکو تعلق ہے علم باطن یعنے علم حقایق واسرار سے اوسکو علم حضوری کہتے ہین لیکن ببرکت زبان فیض ترجمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بمجرد اقرار توحید اور تصدیق رسالت کے انوار تجلیات صوری ومعنوی یعنے کشوف ذاتی وصفاتی بلا مکاسبہ اور ریاضت حاصل ہوتا تہا۔ بعد اسکے اور زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد زمانہ اور ملابست دنیا وے کیوجہ سے برکات فی نفسہ کلمہ کے تو تفاوت نہین ہوئی لیکن بنظر اثر قلوب انسان کے کہ زنگ آلودہ ہوتی گئی ویسے ہے اوسکے اثر مین بھے اوسیقدر تفاوت ہوتا گیا۔ پس جیسا مرض ویسا اوسکا علاج لہذا من حیث تدابیر ترکیب جسمیہ بدنیہ کے کہ معاملات قلبی روحی مین ضرورت ذکر او فکر کے داعی اور لازمی ہوئی کہ بدون تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس امارہ اور آراستگی روح الٰہی بمصداق ونفخت فیہ من روحی کے بشر نہین پہونچ سکتا تجلیات صوری ومعنوی تک۔

مقصود ذکر۔ حاصل ہونا صفت حضور آگاہی طرف حق سبحانہ تعالے کے اور نتیجہ ذکو دور کرنا غفلت کا اور دوام آگاہی من حیث علم حضوری سے اوس ذات مطلق کے۔ اگرچہ لفظ ذکر صادق آتا ہے اوپر ہر کلمہ اور

ملفوظ کے علی الخصوص اوپر تلاوت قرآن مجید اور مزاولت فرقان حمید اور جمیع اذکار و اوراد کے - لیکن بیچ اصطلاح کے حضرات صوفیہ صافیہ متقدمین نے جنکے مدارج قطبیت حالات وکمالات وکوائف کو جمیع صلحاے امت ونیز علماے ظواہر متفق اللفظ جانتے اور مسلم مانتے ہین - خاصکر مختص کیا ہے اسہی کلمہ توحید کو اصولا اور فرع مین انواع اقسام سے ترکیب لفظے ہو یا معنوے بالجہر ہو یا بالخفی - اسواسطے کہ یہی وہ کلمہ ہے کہ جامع ہے یعنے برزخ درمیان ظاہر اور باطن کے جسطرح کفر سے اسلام - حالانکہ بظاہر کسقدر تباین پایا جاتا ہے - لیکن کا ذکر سنے الفور ساتھہ جاری ہونے یعنے کہنے زبان کے نکالتا ہے کفر سے اور داخل کرتا ہے دائرہ اسلام مین اور مومن مسلم کو کفایت کرتا ہے رستگاری آتش دوزخ سے اور بشرط کسب و ریاضت مقررہ حضرات طریقت پہونچاتا ہے اسہی انسان ضعیف البنیان بندۂ خاکی کو مرتبۂ ملکوتی بلکہ وراء الوراء اسکے یعنے قرب ومعیت تک اور مصداق اس آیہ شریف واذکر الله ذکرا کثیرا لعلکم تفلحون کا یہی کلمہ ہے فلاح سے یہان مراد تقوی ہے یعنے ذکر کرو الله کا بہت تاکہ پہونچو تم درجہ متقین کو - متقی کہتے ہین پرہیزگار کو مراد پرہیزگار سے وہ ہے جسکا قلب پاک ہوجاوے خطرات شیطانی اور خواہشات نفسانی سے جس سے پہونچتا ہے طالب ولایت صغرے تک اور نیز اسمین حدیث وارد ہے کہ لکل شئے صقالۃ وصقالۃ القلب ذکر الله - جبوقت زنگ دل سے جل گیا بعد کو ذکر جم جاوے گا - ذکر ذاکر کے پہونچنے کا وسیلہ ہوتا ہے مذکور تک نہ اسم اعظم مراد اس ہی سے ہے ذکر بزبان خاطر کرتا ہے قلب کو اور ذکر قلب حاضر کرتا ہے روح کو اور

ذکر روح حافظ کرتا ہے سر کو اور سرّ بیچ علم حضوری کے انا کو کہتے ہین جس سے
پہونچتا ہے یہی انسان مقام طمانینت تک بہ مصداق آیۃ شریف وہ ایک مقام
خاص اور پرتوہ ہے قلب مطمئنہ کا جو خاص کیا گیا ہے واسطہ وجود انبیا
علیہم السلام من حیث خلقت الٰہی کے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اور
مادۂ ترکیبی انسان مین کیا ہے وہ ہے ماحصل کلمہ یعنی خاک باد آب
آتش جس سے ایک جسد عنصری یعنی پتلا بنا تیار کیا ہے۔ اس پتلہ
خاک کو واسطے اظہار قدرت کاملہ اوس ہی قادر مطلق اور مطلق قادر
خداوند نعمت نے بہ مصداق آیہ و انی جاعل فی الارض خلیفہ کے خلعت
خلافت سے ممتاز فرماکر نام اوسکا آدم رکھا اسم با مسمّٰی اسیکو کہتے ہیں
دَم یعنی سانس اکسِ مین آدم مین حاصل اسکا دم آدم مین اور
آدم دم مین۔ علاوہ اسکے ایک نکتہ باریک اسمین یہ ہے کہ لفظ آدم
مین صرف تین حرف منفردہ ہین الف نام اللہ حرف میم ترکیب علمیت
مین دلیل ہے اوپر موجودیت ذات بحث کے یعنے اللہ موجود اور مرتبہ
امکان و تنزل اوّل مین رہے میم محمد کا یعنے حقیقت محمدیہ باقی رہا
حرف دال وہ خود شاہد اور دلیل ہے اوپر عنصر چار کتاب اللہ چار۔
نبی اولوالعزم چار خلیفہ چار سیر چار کے لطافت تیسرے اسمین ایک
اور ہے بہ مصداق و نفخت فیہ من روحی کے۔ دم آمد کس مین
آدم مین اسی آنے سے جانا بلا دلیل دیگر ثابت ہوگیا نمبر ہستی کے لئے
ضرور لازم ہے تھا۔ آنا نیز ادلیل جانے کی ہے۔ انہی سے مراد کیا
اور مصلحت اسمین کیا ہے یعنے نفی اور اثبات وقت خروج دم کے
نفی یعنے نیستی اور وقت دخول سانس اثبات یعنے ہستی مطلقہ مسئلہ

تجدد امثال بھی یہین سے نکلتا ہے اور ہر لحظہ اور ہر ساعت یہین حیات و ممات مجازے کے سیر رہتی ہے لیکن دیدۂ بصیرت ضرور ہے غرض حسطرح آیتہ سے نفخ روح ثابت ہے دیسا ہے جانا ہے اسکا بہ مصداق ولیوم ینفخ نے الصور کے ہی نفخ صور خاص ترکیب منقلب تمہارے سے وجود وہمی مین موجود صرف سید ہے او لٹے کا فرق ہے بموجب اس شعر کے ؎

بیرنگ بہر رنگ ہر ایک شان مین آیا اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا

غرض حنود ہے سیر کر کراسکے وقت مقررہ اور معینہ کہ روز ازل سے جو ہو چکا ہے جہان سے آئی رہین چلی جائنگی نہ کوئے مرتا ہے نہ جیتا یہ جو کچھہ کہ لکھا اور کہا مردان خدا کا حال ہے یعنے ہر وقت بہ مصداق آیتہ شریف والمجاہدون نے سبیل اللہ کے جہاد نفس پر کمر بستہ اور مستعد ہر لحظہ کوشش اسی مین جاری ہے کہ آوازہ اوس ہی کلمۂ توحید کا بلند ہوا اور عام مخلوق نوم غفلت سے بیدار ہو انواع واقسام کے جفائین اوٹھاتے ہین۔ ہم جنسون کی ملامت ہوک پیاس کے مصیبت حوائج ضروری کی وقت سہارکے ہی یاد خدا سے غافل نہین ہوتی صفت خونخوارے اور عادت بہیمہ سے بموجب حدیث نبوے اپنے کو بچاتے ہین یعنے کسے بہائی مسلمان پر ظلم اور محسن کا احسان کسے حقدار کا حق تلف نہین کرتے الحدیث الدنیا زور لایحصل الا بالزور ثانیاً الدنیا جیفتہ وطالبہا کلاب یہی ہین قلوب منقش اور ساکین کے خنکے واسطے حدیث وارد ہے اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین یعنے تمیز جواز وعدم جواز کا نہ رکھکر حقوق العباد اور حقوق الحق کرجبکی

ذمہ وار سے یہ انسان روز ازل کر چکا ہے اسکا فراموش کر دینا موت کو تسے عجیب و غریب جاننا جسکا نتیجہ مذہب و ملت کا پابند نہ رہنا ہے بلکہ تاویلات ناجائز پیش کرنا صرف خدا ہی زبان سے کہہ لینے کا نام مسلمانیت نہین ہے ۔ احکام کا مسلم نہ ماننا اوس سے غفلت مثال اس شعر کے ۔ بطور عام جو مخلوق ہے وہ مثال مردہ کے ہے اوس مردے کا کیا مرے گا وہ منسوب کہ بغیر نام خدا اور ذکر اللہ کے ہین مثل مردہ کے ہین زندہ ہی کب ہوے تھے کہ مرنا کہا جاوے جسطرح مولانا فرماتے ہین ؎

اہل دنیا کافران مطلق اند | روز و شب در زق زق و در بق بق اند

لفظ کافر سے مراد کفر نہین بلکہ کفر مجازی ہے جو تمنے اپنے دروسے نی مین مان رکھے ہین ۔ یہ ہین کہ شب و روز خوردنے و پوشیدنے مین تم مبتلا ہوکر اضافات طرف مخلوق کے حق جانتے ہو ۔ غافل اس کہ ؎

خوردن برای زیستن و ذکر کردن است | تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

مراد خوردن سے صرف کھالینا ہی نہین ہے بلکہ یاد خدا اور ذکر خدا سے سا ہے ہوکر فکر مجسم بن جانا ؎

چیست دنیا از خدا غافل بودن | نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

جان تو اسے طالب صادق کہ خلاصہ عشق قدیم ہے یعنے وہ ذات کہ گنج مخفی مین تھے ساتھ عشق اپنے کے ۔ بیچ اس حالت کے اپنے کو پایا خود ہے عاشق اپنا ہوکر مرتبہ امکان مین رہنے سے صفات بیچ عشق کے یعنے حقیقت محمدی کو مشاہدہ کرکے ظہور اس عالم نابود کا ساتھ جذب و عشق کے کیا ۔ دوسرا یہ کہ یقیناً یہ عالم پرتو یا عکس یا ظل جو ہے

کہا جاوے اوس ہی عالم مثال یا عالم ارواح کا ہے بو بنا مستقدمہ
بالا لازم آیا علم اس تقریر کا کہ اسم ذات بحت سے یعنے حد اور حد سے
احد اور احد سے احمد وہان سے ہے ظہور مطلق مین محمد رسول اللہ یعنے
اظہار حقیقت محمدی کہ جسکے یہ تمامی کائنات مخلوقیہ وہمہ یہ کہ جسکی بنا عشق ہے
بقول بزرگ عارف کے ؎

گر عشق نبودی نشدی عالم و آدم — و اندم کہ نبود بر دو جہان عشق بود آندم
زیرا کہ ہمہ کار جہان بستہ بعشق است — گزشتہ او بستہ نشد عالم و آدم

لفظ حد کہ بحساب حروف الجداسکے بارہ عدد ہوتے ہین جسکا حاصل ایک
نقطہ اور ایک الف الف سے مراد اللہ اور نقطہ یعنے میم محمد کا۔ دوسری
ترکیب۔ باقی رہے دو عدد جسکا تلفظ ہوا — دو یعنے دال
جسکے عدد چار اور واو جسکے عدد چھ جملہ ہوئے دس شکل اسکی کہا یا
الف جو ثبت یہ دو الف ایک اوپر کا دوسرا یہ۔ مراد سے تو لا ہو گیا
جسکے معنے ہوئے نفی یعنے کچھ نہین اپنے حد ذات سے یعنے واجب الوجود
ہونے کے حالت مین تو کچھ ہی نہین صرف تنزیہ ہے یعنے وحدت محض
اب باقی رہے صرف نقطتین یعنے دو نقطہ ابجد انضمام نقطتین
شکل پیدا ہو گئے ہمزہ کے اور ہمزہ بطور تحتیت قایم مقام ہوا کہ ناستہ
الف کے پس جو ثبت یہ الف قایم کر دیا گیا ما قبل اسکے لا سے تو اب
کے اب ہو گیا۔ الا بہ معنی اثبات کے دونون معنے صحیح ہو گئے۔
وحدت سے کثرت اور کثرت سے وحدت۔ نفی سے اثبات اور
اثبات سے نفی۔ ترکیب تیسرے۔ باقی رہے وہ ہے دو نقطہ
اسمین ایک نکتہ ہے اور ہے یہ کہ مرتبۂ احدیت اور واحدیت

ہیں تو ذات مجرد حد جسکی معنے نفی اور وہ ہے مرتبہ امکان و ممکنات
ہیں یعنے اثبات جس سے مراد ہے تنزل اول وہی حقیقت محمدے
نقطہ اول میم محمد کا اور نقطہ تا نے کن کہ جس سے اثبات پورا ہوا عالم کا
یہی صراط مستقیم ہے صرف ایک نقطہ کا پھیر ہے پر کسیکو اسکی پہر نہین
جسکو ہا پہیر ہے اوسکو پہیر نہین جسکو پہیر ہے اوسکو ہا پہیر نہین اپنے اپنے
ریجہ بوجہ کا پہیر ہے ہر ہر ہین ہر جسطرح ہر گہر مین گہر دیبا ہے ہر گہر مین
ہر جہان دیکہو ہر ہر ہی ہے ۔ تن مین من ہین نہین مینا پہر کیون دہونڈ
بن بن ہین بقول بزرگ

یار در پہلو چرا اے بے خبر — یار در تو توجہ گرد سے دربدر
اے گرفتار بہ بہدھن نام و ننگ — شیشہ ناموس را بشکن لنگ

بہ مصداق آیہ شریف یضل من یشاء ویہدے من یشاء ۔ جسکو چاہا ہے
اوسکو چاہے سو

رام جہروک بیٹھکے سب کا مجرا لین — جاکی جیسی چاکری ویسی واکو دین

اس ہا پہیر پہیر کو نا اوزین کا پہیر کہتے ہین جسکا اوجہاو تا قیامت کسیسے ہے
نہ سلجہے بجز مرشدان طریقت وہادیان طریق حقیقت کے ۔ چوتہی صورت ۔
اس ذات واجب الوجود کو وحدت سے کثرت مین آنا منظور ہوا
یعنے مخلوق کو خلق کرکے اپنا آپ ہے تماشا دیکہے اور اپنے جلوہ شیونات
دوسرون کو دکہائے پہر بہے ہاتہہ نہ آئے وہ ہے کلمہ لاحباب زبر بینات
جسکا تلفظ ہوا لام الف ۔ لام کے عدد ہوئے اکہتر اور الف کے عدد
ہوئے ایک سو گیا رہ جملہ ایک سو بیاسی ہوتے ہین اور کلمہ توحید کے
سبے بحساب ابجد ایک سو چہو تئیس ہوتے ہین ۔ اور اسم پاک احمد کہ تمیل

وجود اسم مبارک آپ کا علم الٰہی مین بعلم قدیم احمد ہے تہا اسکے بہی تزئین ہوے - غرض جملہ عدد ایک سو ستاسے ہوے - عدد مدارجہ بالا جو متعلق ہین لفظ حد سے وہ ایک سو بیاسے ہاین - یہان سے اور حساب ظاہرہے و نیز علم الٰہی قدیم کے بہے عدداً نفظاً معناً فضیلت اور تفضیل اس ہی کلمہ کے انواع اقسام سے ثابت ہے پانچ کا فرق ان مین سے چار واسطے تفاوت مراتب یعنے مد اور عد سے احد اور احد سے احمد - وہان سے وجود ظہور حقیقت محمدے یعنے تنزل اوّل باقے رہا ایک وہے نکتہ ہے کن کا کہ جس سے عالم اثبات پورا ہوا ع

درپس آئینہ طوطے صفتم داشتہ اند   آنچہ اوستاد ازل گفت ہمان میگویم

جسکو سیر ذات با لصفات ہے اوسکو پردہ ہے اور حجاب جسکو سیر صفات بالذات ہے اوس کو پردہ ہے نہ حجاب بقول شخصے .. وہی الٹ پہیر ہے جسکا یہ اندہیر ہے - اہل دید کے شان یہ شعر ہے ع

جہان دیکہتا ہون جدہر دیکہتا ہون   خدا ہی کا جلوہ عیان دیکہتا ہون

فصل اوّل

مع بیان اکتساب طریقۂ چشتیہ

علاوہ توحید ذاتے کے جسکے اصل عشق ہے ع

کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست

ذکر اذکار و مراقبات و اشغل طریقہ ہذا بیشتر ہین لیکن اصولاً بطور

اسرار یعنے سینہ بسینہ ہفت شغل ہیں وہ متعلق ہیں ساتھ حروف مقطعات یعنے انہیں حروف ابجد سے - لہذا واسطے اکتساب وریاضت طالب صادق کے ذکر و اذکار اور واسطے درستے فہم اور حالات اور سمجھ کامل کے ابتدا اگر برتاؤ اسکا کانے اور روانے جانا گیا ہے نزدیک خطرات سالقین کے اسواسطے کہ طالب کو شیطان کے مکر و فریب سے بچنا اور یاد خدا سے غافل نہ رہنا ضرور ہے ؎

از درون شو آشنا واز برون بیگانہ باش این چنین زیبا روش کمتر بود اندر جہان

وہ حرف مقطعات یہ ہیں -

ق ف غ ع ط ظ ض - شغل اول ق در گفتار قدس کلامنا یا اللہ - اے خداوند پاک رکھہ کلام میرا بیچ حمد اور توحید اپنے کے -

شغل دوم - حرف ف فرحنا برضاک یا اللہ بار خدایا خوش رکھہ مجھکو اپنے رضا میں -

شغل سوم - غ غنمنا علی لقائک یا اللہ - یعنے اے بار خدا غنیمت بار اغنیمت لقا سے خود بخش تا در لقائے تو باشم -

شغل چہارم ع علمنا القرآن یا اللہ اے خداوند میرے سکھا اور علم حقیقے دے مجھکو قرآن کا -

شغل پنجم حرف ظ ظہرنا بجوہرک یا اللہ اے خدا اے عالم منور کر عقل میرے -

شغل ششم حرف ط طہر قلوبنا عما سواک یا اللہ - پاک کر میرے دل کو ماسوائے ذات تیری سے -

شغل ہفتم عرف حق نفر خار رضاک یا اللہ یعنے اے بار خدایا
رحمت بہیج اوپر میرے اور رضا خاص اپنے۔

سالک راہ طریقت کو چاہیئے کہ ان شغلون کو صدق یقین
سے مشہود شہادت خداوندے کہ وہ حاصل ہوتے ہے مرشدان
طریقت اور وجود روحانی سے کہ ممکن الوجود کیا گیا ہے اسکو
بھے نظر سے اوٹھا کر طرف کسے خطرۂ خیالے ہو یا غیر اسکا جنس ہو
یا قسم دوسرے۔ دید ہو یا شنید وجود ہو یا شہود۔ صورت اپنے
ہو یا غیر کے یہ جو کچہ دکھائے دیتا ہے جملہ اشکال وصور مظاہر
ہین صفاتیہ اس ہی ذات مطلق کے نہ ذات۔ اور خاموشیے
اختیار کرے تاکہ کوئے خطرہ کسے قسم کا نہ گذرے۔ امید کہ برکت
انہین ہفت شغل کے شہود وجدائے حاصل ہو اور حق سبحانہ تعالےٰ
نشانہ بہیج وجود مرتبۂ سوم کہ ممتنع الوجود ہے فائز کرے اور ذوق
وشوق عالم غیب سے عنایت کرے۔ اے طالب صادق بعد
محنت بسیار اور مشقت بے شمار کے ان عوارضات سے جو واقع
ہوتے ہین ورحالت ریاضت وطلب کے نوبت تا بشہود شہادت
کے پہونچے اس سے فنائے کامل جلد سے جلد حاصل ہوتے ہے
وجود اول سے تا وجود دوم یعنے ممکن الوجود سے ہے ترقی
کرکے بدرجہ سوم شہود وحدت ہین اوسکو واصل کہتے ہین طرف
حق سبحانہ تعالےٰ کے اور یہ داخل طریقہ ہے سالک کو درجۂ ولایت
حاصل ہوتا ہے ساتہہ جمعیت خاطر کے اور جمعیت خاطر ہوتے سے
بعد فنا الفنا جو تنت کر ظہور ہوتا ہے اثبات حقیقۃ کا جسکو مقام

بقا باللہ کہتے ہین اے عزیز درمیان بندہ اور خدا کے ایسا ہی حجاب ہے جبتک تک یہ بندہ خودی سے نہ گذرے گا ہرگز خدا تک نہ واصل ہوگا ۔ اور یہ ممکن ہے نہین جبتک تک وہ نہ چاہے یہ جو کچھ ابتدا سے اور یہان تک تحریر کیا متعلق کسب ہے ۔ رہا وہب وہ بخشش و انعام پر منحصر ہے ؎

خدا کی دین کا موسی سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ملجائے

جان اے عزیز کہ یہ نکتہ ہے باریک اسکو فہم کرنا ضروری ہے خدا خود بندہ ہوجاتا ہے کہ بندہ کو خود تک پہونچا کر خدا بنائے ۔ مفہوم اسکا احادیث قرب نوافل سے بخوبی ثابت ہے ۔ یہ ایک امر نہایت ارفع مقام ادنیٰ ترقی کا ہے نزدیک سالکان راہ طریقت و طالبان کوے حقیقت کے اور ہر مرتبہ سلوک مین سالک کو اسطرح چاہیئے کہ گویا بیچ ہو توا قبل ان تموتوا کے سیر بھی گاہ گاہ کرتا رہے بمصداق کالمیت فی ید الغسال دنیا مین اسطرح رہے کہ جسطرح مردہ بدست زندہ یعنی خود مرنا اور اس ہستی موہومہ ناقصہ مع افعال و حرکات ذمیمہ خود شکر مٹانا یعنی ہرچہ ہست ہمہ از دوست لیکن ساتھ خدا کے زندہ رہنا یہ اشارہ کرتا ہے اوپر دو سیر کے ایک سیر الی اللہ دوسرا سیر منے اللہ ۔ سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ طالب صفات نفسے یعنی خواہشات کو محو کرے درمیان قلب کے اور خیالات یعنی صفات قلبیہ یا مرضیہ کو محو کرے درمیان روح کے اور صفات روحے کہ وہ ایک جوہر خاص ہے ساتھ صفات نور کے گا کر درمیان مقام قرب و معیت حضرت حق سبحانہٗ تعالے شانہٗ کے

تحو کرے ۔

دوسرے سیر فی اللہ۔ جسکو بقا باللہ بھے کہتے ہین جسکا بیان اوپر
ہوچکا ہے ۔مگر ضرورت تحریر کے نہین ہے اور یہ دونون حالتین
یعنے فنا فی اللہ اور بقا باللہ ان کے حال اور وید کو درمیان مقام
احدیت احد الجمع کہتے ہین - یہان سے کمال سلوک پورا ہوا لیکن
مدارج و ترقیات وسیر بالتی فی شرکت صعود سے ہو یا معنوسے بالکل منقطع
ہوجاتی ہے درمیان وحدت ذات حق جل علے خود بخود یا بحالت
سہو وسکر بجز خدا کے کچھہ نہین رہتا - بیچ اس مقام کے جسقدر اضافات
صفاتے ہون یا حقیقتے بالکل مصداق اُس قول کے ساقط ہوجاتے
ہین کہ التوحید اسقاط الاضافات - آگے اس سے راہ توحید سقوط
اور جملہ عبادت بدنیہ جسمیہ جو اضافت ساقط ہوئے عبادت تمام
اور ساتھہ یقین نہایت درنہایت کے پہونچا بہ مصداق آیتہ شریف
واعبد ربک حتے یاتیک الیقین یعنے پرستش کر پروردگار سے
خود یقین حاصل ہوا تجھکو اور تو یقین کو باوجودیکہ معاملات ذات
کو [illegible] طالقیت کہتے ہین اسمین مسائل شرعیہ سے زیادہ بحث نہین
کیجاتے اور یہی باعث ہے تخالف کا علماے ظواہر کو حضرات متصوفین
و موحدین سے یہان خصوصیت ہے وجد وحال یعنے راز ونیاز
سے وہان گفت وشنید بے احکام ظاہر سے اور زقال سے لیکن
درجہ کمال بہ مصداق واطیعوا الرسول کے اس ہی مین ہے موافق
اس مصرعہ کے ؎

باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اس ہوشیاری سے مراد نہ البشر کا تشکلم کیا گیا ہے دوسرا عبدہ و ہو
بہی آپ نے فرمایا ہے ۔ ترک فرائض و نوافل نہ ہوا سمین پائی جاتی
ہے زیادتے مرتبہ کے یعنے باہمہ و بے ہمہ دوسرے مصلحت راز دا
کو استتار ضروری ہے وہ بہی اسمین زیادہ پایا جاتا ہے کہ جسطرح
احد امن الناس ۔ تیسرے یہ کہ انا الحق یا انا اللہ اکثر نے نعرہ مارا
لیکن بپاس شریعت انا محمد اکسے نے نہین کہا ۔
یہان سے چند ذکر و شغل و مراقبات بہی متعلق خاندان مصدرہ الذکر
واسطہ فیضان طالبان حق کے درج کئے جاتے ہین ۔
ذکر جہر ۔ اوّل باوضو مع شرائط مستقبل قبلہ تنہا مکان یا مسجد مین
بعد درود شریف اور ایصال ثواب روح بر فتوح حضرت خواجگان خیال
کرے کہ دم یعنے سانس کس پردہ بینی سے آتا ہے اور کس سے خارج
ہوتا ہے ۔ جسطرف سے کہ دم اوپر جاتا ہے کلمہ لا الہ کو مقام ناف
سے بتصور مٹنے نفس خود و تمام عالم اوٹہاکر متصل نشانہ راست ۔ وہانسے
لفظ الہ سے تا فرع دماغ ویسے ہے بتصور خیال تا عرش وہان سے
لفظ اللہ یعنے اثبات الا اللہ اوپر قلب صنوبرے کہ جسمین ایک خلوہجا
ہے بقوت تمام ضرب لگاوے اسیطرح جقدر متحمل ہوسکے اوسقدر
بس ہے لیکن بعد پانچ یا سات مرتبہ کے لفظ محمد رسول اللہ بہی درمیان
مین کہہ لینا چاہئے ایسے ترکیب کو بطور خفے یعنے حرف نفی اور
اثبات حرف دم کے خیال سے ایک وقت مقررہ پر کرکے دایمی
نشست و برخاست چلتے پہرتے بلا قید کیا کرے جقدر مبالغہ ممکن
ہوسکے دریغ نہ کرے یہان تک کہ ہر وقت مین جاری رہے

بعد تکمیل کشود مقررہ امرکا یہ ہے - علاوہ اور حالتون کے جو درمیان
مین پیدا ہونگے مثل جذب وحال اور ذوق شوق نفی اس جسم کے
خاص جوکہ مقصود اصلی ہے یعنے مقدمہ ہے وصول حق کا طریقہ دوسرا
پاس انفاس کا وقت اوپر جانے دم کے صرف لفظ مبارک
اللہ بتصور خیال کرے اور وقت خارج ہونے دم کے اسی لفظ مبارک
اللہ درمیان قلب یعنے اس مضغہ گوشت کے جسمین ایک خلو یعنے جوف
ہے - کرے بجلس نفس اسکو شغل کہتے ہین ذکر لسانے سے کچھہ تعلق
نہین ابتدا ئَ اوراسیطے زیادتی جذب وشوق کے مادم کرے بعد
اسکے اکثر چلتے پھرتے کیا کرے اسمین گداختگی قلب بہت جلد ہوگی
چونکہ نام اسکا پاس وانفاس ہے اسم با مسمے - پاس بمعنے پاسبانی دم
یعنے ہوشیاری دوسرے یہ پاس کے معنے پاس ولحاظ یعنی ملحوظ داشتن
نفس اگرچہ مفہوم دونون کا ایک ہی ہے لیکن واسطے تفہیم طالب کے تصریح
کی ورنہ کوئی خاص ضرورت نہ تہی اسی سے انسان پہونچتا ہے مقام نگاہداشت
تک - طریقہ سلطان الاذکار بحبس نفس اوّل بر سرین نشستہ ہر دو مرفقین
ہر دو دست بر سر زانو نہد وار خنصر و بنصر ہر دو دست ہر دو طرف لب بند
کند واز وسطے طرفے کہ دم نمیرود بند کند و وسطے دست دیگر را بر
پرّہ بینی کہ دم ازان میرود گذارد ولیکن دم بند نکند واز سبابہ ہر دو دست
ہر دو چشم را بند کند وابہام ہر دو دست را در سوراخ ہر دو گوش گذارد
و پرّہ بینی کہ دم ازو جاری است زبان بکام چسپانیدہ دم بہ ملاحظہ
اللہ سمیعٌ بصیراً علیم علیم بصیر سمیع اللہ از زبان دل بگوید
این ہمہ کہ گفتہ شد بشمار کمہ عدد خواہد شد تا سہ دم لوبت رساند واگر قوت

یابد نوبت تا بہ نسبت یکم رساند انشا اللہ تعالے کشود عنایت خواہد شد واگر نہ شود تصور نماید کہ این عمل من غیر مقبول شد باز از سر نو عمل آغاز نماید اکثر و بیشتر از این کسب کشود و از اہنگ از جسم خود مے شنود مثل ترانہ وغیرہ وغیرہ۔

طریقہ شغل سہ پایہ ۔ اوّل چار زانو نشستہ بدین طریق کہ رگ کہاست پاے چپ بند کردہ زانوے دوم بر سر زانو نہادہ متوجہ قبلہ نشستہ دم از پرہ بینی کہ اندر بالا میرود بہ تصور لفظ مبارک اللہ در کشد ودم حبس کند و بطرف بالا تصور کند ہمین لفظ مبارک اللہ ہمین قدر کہ دم کفایت کند بس است والا بطور آہستہ در خلوے قلب دم بگزارد بر قدر کہ ممکن باشد ورزش نماید ایضاً

طریقہ مراقبہ ۔ بعد شغل متوجہ قلب شود و قلب خود را مثل گل کنول خیال در خاطر گذرانیدہ لفظ مبارک اللہ بخط نورانی یا بخط طلا ہم تصور نماید ہمین قدر ملاحظہ اش نماید کہ محویت غالب آید انتہاے کشود این شغل در تمامی جسم خود بلا تکلف جارے باشد۔

طریقہ دیگر شغل این است ۔ کہ بعد انفراغ این ترکیب کہ بالا نوشتہ شد بر جوف قلب یعنے خلوے محض چشم ظاہرے بند نمودہ بچشم باطن غور کند و در اثناے این غور فکر نماید یعنے فکر سیر ذات یعنے التفکر ساعتہ اولے من عبادت الثقلین کہ از وجود رو در بود گے یا ذہول لنت طاری شود اگر چیزے بطور کشف شہود گرد و متوجہ آن نشود واگر در چشم خود بنید از ہمہ بہتر است ۔ ذکر مشغول حضرت بابا فرید شکر گنج بزبان پنجابی قدس سرہ العزیز کہ نفع عظیم رکھتا ہے اول باوضو رو بقبلہ ہو کر ایصال ثواب ادبہ روح

پر فتوح حضرت خواجگان قدس سرہ العزیز راستہا بگوید آہنا تو چپا بگوید
آہنا تو بالا بگوید اوہنا تو بہ قلب ضرب نماید انہن ہے بہ معنے
موجودیت ذات بحت بعد شناختے کہ ہر قدر کہ ممکن باشد دریغ نہ نماید نافع
است ۔ وجہ تحریر فارسی کے یہ ہوئی کہ یہ مجھکو حضرت صاحب قبلہ والد بزرگوار
نے اسیطرح تعلیم فرمائے تھے لہذا تبرکاً اسیطرح نقل کی ۔

طریقہ ذکر چہار ضربی ۔ یعنے ابتدا واسطے مبتدی کے ۔ لا معبود الا اللہ
بعد ترقی مدارج کے ۔ لا مقصود الا اللہ ۔ بعد اسکے لا مطلوب الا اللہ
یعنے بعد نفی اس جسم کے ۔ وقت اثبات ذات صرف لا موجود الا اللہ
ان مین سے ہر ایک کا کسب اسطرح پر کرے کہ لفظ لا کو تصور سے ناف
سے بخیال اسکے اوٹھاوے کہ نہین ہے کوئی معبود قابل عبادت کے
داہنی طرف سے دماغ تک وہان سے ضرب لفظ اللہ کے قلب مین لگاوے
ساتھ خیال اثبات کے اسکو جسقدر ہو سکے بدفعات کرتا رہے بعد اسکے
مراقبہ ہوائی کے مشق اسطرح کیا کرے کہ بچشم معلق ہوا پر ہیولا اپنا
قائم کیا کرے ۔ ابتدا مین مشکل ہوگی ۔ اول سر سے شروع کرے بعد آہستہ
آہستہ پیر تک اوتارے جبتک اسکو دیکھتا رہے بعد اسکے اندر گھسکر
حقیقت اوسکی دریافت کرے وہ کیا ہے روح جبوقت نگاہ اسپر جم جاوے
تمام جسم کی بطور تجزیہ اجزا سیر کیا کرے بعد تکمیل اسیطرح پہ تمام جہان
کی سیر کرلے ۔ اسکو سیر آفاقی کہتے ہین کمال سلوک و سیر حضرت
خواجگان چشت کا یہ ہے لیکن یہ دید و سیر حصہ ہوگیا ابو العلائیون کا
جسکی ترکیب مین دو نسبتون کا شمول ہے روش و نقش مین نظاہر حقیقت
دید و سیر واستقامت مداومت مین صدیقیت ظاہر مین حال ہے

دیکھا۔ کچھہ عجیب احوال ان کا بے گمان ہے آن حضرت کے یہ شعر ہے حسب حال ہے ؎

اول ما آخر ہر منتہے است — آخر ما جیب تمنا تہی است

کوئی خاص ذکر ہے نہ اشتغال ؎

عشق مین اوس کا بہلا کیا حال ہو — جسکا پہلا ہی سبق یار و فنا فی اللہ ہو

ابو العلائیت ایک نسبت بیرنگ رنگ کا نام ہے۔ خود مٹنا دوسرے کو مٹانا کام ہے۔ ان کا یہ فرض عام ہے صرف تنزیہہ کام ہے ورا ر الورا ر مقام ہے۔ دید سیر بیرنگی مین مست ہین مخمور آنکھین بادۂ وحدت کی نشے مین چور بلکہ موتے چور عجیب مزے کی بات ہے۔ اس روشش مین خوشی ہے کشود شغل اہہات ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار — ہر ورقے دفتر یست معرفت کردگار

جدہر دیکھو ذات ہے۔ ذات ہی بیرشیونات ہے نہ صفات پہر وہی خالی ہاتہ ہاہیات ہیہات صرف اشارے ہین اور کنایات کچھہ نظر نہین آتا۔ بجز تنزیہات آنحضرات کے۔ یہان بطور خاص نہ کوئی ذکر ہے نہ شغل ہے ہمیشہ مشغولے دید سیر نیرنگے مین محو انہین اذکار و افکار مین واسطے تفہیم کے طالب مبتدی کو تعلیم فرماتے ہین البتہ ضرب ابو العلائی مشہور ہے اس طریقے مین صرف تعلیم کا اثر ہے اور صحبت مرشد طریقت کا فیض۔ عابد زاہد شایخ اکثر دیکھے لیکن سالک نظر باز کم دیکھا بلکہ نہ دیکھا جسکو دیکھا شاہباز دیکھا الا ماشا اللہ بہ مصداق اس شعر کے ؎

تو نے شہباز نظر کو جو ادہر چہوڑ دیا — ہم نے بہی طائر دل باندہ کی پر چہوڑ دیا

جسکی آنکھہ مین سرور نہین وہ ابو العلائی نہین اسواسطے کہ آپ کے یہان کا

یہ کسب خاص ہے مزار مقدس حضرت سیدنا کا شہر اکبر آباد میں بیرون محلہ وزیر پورہ ایک صحرائے پُر فضا میں واقع ہے۔ بحیثیت اکثر حجاب با کمال زیارت سے مشرف ہوا کیا ہے۔ حسب و نسب آپ کا سادات و نیز امرائے شاہی سے ہیں۔ بہ ارشاد حضرت امیر المومنین پیشوائے طریقت و مقتدائے علم حقیقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ترک مناصب اور تعلقات شاہی کر کے بموجب حکم عالم رویا حضرت سلطان الہند اجمیر شریف حاضر ہو کر حضرت سلطان الاولیاء یعنے خواجہ بزرگ سے استفاضہ روحانی بلکہ تکمیل طریقہ اور تلقین اسی ہوئی۔ حضرت مولانا و سیدنا امیر عبد اللہ قدس سرہ العزیز کہ عم بزرگوار آپ کے تھے بیعت ظاہرے طریقہ نقشبندیہ صدیقیہ میں واقع ہوئی تھی بعد اجازت آپ کو آپ کی ہی حالت پہ چھوڑ دیا۔ چونکہ حضرت امیر قدس سرہ العزیز کو فیضان اور تسلیم روحے بلکہ ذوق و شوق آپ کے خمیر میں ہی تہا لہذا مجلس خشیت تا حیات حضرت سیدنا گرم رہی جد امجد اس مصنف کی یعنے قطب الوقت وحید عصر حضرت میر سید محمد کالپوی کہ جو خود بذات خاص تشریف لائے آپ کے خلیفہ اول کہ پھر کسیکو اور خلفا سے یہ احترام ظہور میں نہ آیا۔ آن زمان تا این زمان طریقہ جدیہ نسباً یکے بعد دیگرے بطور اسرار سلسل اس خادم الفقرا تک پہونچے بمنہ و کرمہ۔

بانی اس طریقے کے اور مقتدا احباب قطب ربانی حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز ہیں۔ اگرچہ حضرت با برکت باوجود نسبت مخصوصہ صدیقیہ کہ پیران سلسلہ سے سلسل پہونچے لیکن مزید بر ان حضرت خواجہ خضر علے نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی بے واسطہ

فیوضات حاصل ہوئے کہ بیان اوسکا تفصیلے بیچ نفحات الانس اور
رشحات ملا جامی کے لکھا ہے اور سلطان الطریقت حضرت خواجہ بہاؤالدین
نقشبند قدس سرہ کو استفاضہ روحانی حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی سے
حصہ ہوا ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے واسطے تعلیم مستفیضان
اور تفہیم طالبان راہ حقیقت کے بناے طریقۂ صدیقیہ اوپر گیارہ کلمہ کے
کہ وہ ثمرہ دینے والے فنا اور بقا یعنے نفی اور اثبات کے ہین مقرر
فرمائی وہ یہ ہین۔

اوّل وقوف قلبی   دوم وقوف عددی   سوم وقوف زمانی
چہارم یادکرد   پنجم بازگشت   ششم نگاہداشت
ہفتم یادداشت ۔ ہشتم اور نہم اور دہم اور یازدہم لطائف ستہ

وقوف قلبی۔ اسکو کہتے ہین کہ بیچ وقت اشتغال ذکر کے جو مرشد طریقت
سے پہونچا ہو آگاہی شرط سلوک ہے اور یہ آگاہی پہونچاتی ہے طرف
شہود اور وجود حقیقے کے دوسرے معنے اسکے اس آگاہی کو شہود
اور وصول وجود خود بھی کہتے ہین۔ حاصل یہ ہے کہ دل ذاکر کا واقف
اور آگاہ ہو طرف حق سبحانہ تعالے کے۔ تیسرے معنے یہ ہین کہ ذاکر
بیچ اثناے ذکر کے متوجہ ہو طرف قلب کے اور قطعہ لحم صنوبری شکل
ہے اس سے واقفیت ضرور ہے اسواسطے کہ یہی مضغہ جامع محل ہے
حقیقت کا اسیواسطے اسکو دل کہتے ہین اور یہ واقع ہے محاذی پستان
چپ کے چاہیے کہ اس مضغہ کو ذکر سے غافل نہ رکھے اور اسکے تئین
مشغول اور گویا رکھے ساتھ ذکر کے اور مفہوم سے اُسکے ذاہل اور غافل
نہ رہے۔ وقوف عددی مراد ہے اس سے کہ ذکر نفی اور اثبات جسنا

طریقہ یہ ہے کہ پہونچا ہو مرشد طریقت سے محافظت اسکی اور آگاہی اس ہی ذکر سے کرے بعد و طاق نہ جفت بجلس نفس چنانچہ طالب کو چاہیئے کہ بیچ ایکدم کے تین یا پانچ یا سات مرتبہ اسیطرح جبر اکیس مرتبہ تک پہونچ جاوے رعایت اور آداب اور شرایط ذکر کے ملحوظ خاطر رکھنا ضرور جانئے کہ وہ ثمرہ دینے والے فناکی ہے۔ حضرت علاؤ الدین سمنانی فرماتے ہین کہ بہت زیادہ کرنا اور کہنا ذکر کا شرط نہین ہے بلکہ چاہیئے کہ ستر ذکر سے واقف ہوکر حضور دل اور جامعیت سے کرے اور رکھے تاکہ اس سے فائدہ مترتب ہو جبوقت کہ وقوف عددے اکیس سے گذر جائے اور اثر اوسکا ظاہر نہ ہو تو دلیل ہے اوپر کم فہمی اور بے حاصلی عمل کے۔ چاہیئے کہ استغفار کرکے اور از سر نو پہر شروع کرے۔ اثر اسکا یہ ہے کہ بیچ وقت ذکر کرنے کے نفی وجود بشری کے ہو اور وقت اثبات آثار جذبات الوہیت کے طاری ہون اوپر کاسب کے قلیل ہون یا کثیر وقوف زمانی معنے اسکے دو طرح ہین ایک یہ کہ طالب ملاحظہ کرے اوپر قلب اپنے کے کہ میلان خاطر طرف طاعت کے ہے یا طرف عصیان کے۔ اگر طرف طاعت کے ہے تو مقام شکر گذاری کا ہے۔ اگر میلان خاطر طرف عصیان کے ہے تو خجالت اپنے افعال پر اور استغفار چاہیے کرنا اسیطرح بیچ حالت قبض اور بسط کے کہ ہر طالب خدا کو ایسے مخمصات بالضرور پیش آتے ہین وقت انقباض توبہ و استغفار اور محنت مشاغل اور حالت بسط یعنے کشادگی مین شکر اور ذوق و شوق حضرات صوفیہ اسکے تیئین ہی ایک طرح محاسبہ کہتے ہین۔ مقامات لطیفہ لطائف ستہ اسطرح ہین کہ مقام لطیفہ قلب زیر پستان چپ اور مقام لطیفہ روح محاذی

ہے قلب کے زیر پستان راست اور مقام لطیفہ سر اوپر پستان چپ
بقدر دو انگشت مائل بطرف سینہ کے مقام لطیفہ خفی اوپر پستان
راست بقدر دو انگشت مائل وسط سینہ کے مقام لطیفہ اخفی درمیان سینہ
اور مقام لطیفہ نفس مسید اپیشانی انسان ہے اور اسی جگہ لطیفہ خفی کا مقام ہے
نزدیک دوسرے طریقہ والون کے۔ اوّل چاہئے کہ لطائف مذکورہ بالا
کو طالب جاری کرے ساتھہ ذکر آلہی کے لطائف ستہ سے علیحدہ علیحدہ
یکے بعد دیگرے جسطرحسے کہ پہونچے ہون اپنے پیر طریقت سے۔ طریقہ اسکا
یہ ہے کہ طالب مودب بخشوع وخضوع تمام روبرو سے مرشد خاموش بیٹھکر خاطر
پریشان کو مجتمع کرے اوسوقت زبان دل سے لفظ مبارک اللہ ساتھہ حبس
نفس کے کہنا شروع کرے مرشد کو چاہیے کہ بتوجہ تام طرف مرید کے
متوجہ ہوکر القا اپنے نسبت کا خاص طرحپر کہ جس لطیفہ کا جاری کرنا منظور
ہو توجہ ڈالے۔ اگر قوت یعنے نسبت مین حرارت زیادہ ہے اور مرشد
بھی محرور المزاج ہے تے العور توجہ مثل بارودت کے کام کرے گی وگرنہ
بکرات ومرات توجہ دینا پڑے گی اوسوقت تک بلا ناغہ مرشد کو کوشش بلیغ
کرنی چاہیئے جبوقت تک طالب کو بعد جاری ہونے لطیفے کے جذب شروع
ہوجاوے۔ اسیطرح یکے بعد دیگرے تہوڑے عرصے تک اگر جانبین سے
شفقت ظہور مین آوے کشود لطائف ستہ ممکن ہے کمتر مدت مین اربعین
بعد کامیابی لطائف ستہ واسطے حاصل کرنے سلطان الذکر کے کوشش چاہیے
ترکیب خاص اسکی یہ ہے کہ روزانہ مرشد توجہ لطیفہ نفس مستفیض کو دیتا رہے
تاکشود اوسکے بعد جاری ہونے سلطان الذکر اور لطائف کے اسقدر تک
کہ کبھی غفلت نہ ہونے پائے یاد حق سبحانہ تعالے سے اس وقت

ذکر لا الہ الا اللہ کہ نفی اور اثبات ہے اسکا ورد مناسب اسواسطے کہ اس سے
نفی ہستی موہومہ یعنی اس جسد عنصری کی متصور ہے اگرچہ نفی عام یعنی
جمیع ممکنات آسان تر ہے اور طرح سے بھی ممکن ہے لیکن واسطہ نفی اس جسد
کے اسکو دخل تمام تر ہے پس اوّل ضرور چاہئے کہ نفی عام عالم کے
بقوت خیالیہ طالب گذرانے وقت اکتساب نفی اور اثبات کے بعد تکمیل
متوجہ ہو طرف نفی خاص یعنے اس جسد عنصری کے طریقہ اسکا یہ ہے
کہ لفظ لا کو ناف سے کھینچکر بسمت راست دماغ تک پہونچا وے ساتھ اسکے
بہ ملاحظہ نفی اپنے ہی ذہن سے دماغ تک پہونچاکر لفظ اللہ کو درمیان
لطیفہ روح کے داخل کرکے لفظ اللہ کو درمیان قلب صنوبری کے
ضرب لگاوے مقابل لطیفہ روح اور تمام جانب اسطرف کے نفی کرے
اور ساتھ اللہ کے مقام لطیفہ قلب اور تمامی حصہ بدن بقیہ کو نفی کرتا ہوا
اثبات ذات حق سبحانہ تعالے ملاحظہ کرے اور اس ذکو نفی کو بقوت خیالیہ
جسطرح ممکن ہو عمل مین لاوے مطلقاً زبان سے تلفظ نہ کرے بہا تہہ
مزاولت اور تکرار بہت کے انشاء اللہ تعالے نفی اس ہستی موہومہ
و نیز جمیع کائنات کی راسخ اور مستحکم ہو جاوے گی جبوقت یہ مستحکم ہو جاوے
اور معاملات فقر و درویشے یعنے کشف وغیرہ کا ظہور ہونے لگے پس
یہی ہے تکمیل اسکی لیکن بدون شغل نفی کے انکشاف دوائر ناممکن ہوتا
ہے جقدر اس مین کوشش بلیغ ہو سیقدر انکشاف مین ممانع نہ ہو
طالب کو چاہئے کہ قبل مراقبات اور توجہ دوائر تکمیل نفی اور ترقے
اسکی کرے اور عدم وجدان جسد عنصری مطلقاً کمال نفی کا ہے اور
یہ کمال نفی کے بجز ان چیزون کے جنکا ادراک انوار دوائر ہو سکتا ہے

اور بعد اس مرتبہ کے نفی النفی یعنے مقام فنا ر الفنا کا پیش آتا ہے وہان پر
تمیز انوار و تجلیات کا بھی نہین رہ سکتا اور ایک غفلت محض کہ جسکو ذہول
بھی کہہ سکتے ہین طاری ہوتے ہے یا مقام صحو و سکر زیادہ اسکے
بجز اقوال اکابر بزرگان دین کہ میرا فہم قاصر ہے ۔ البتہ اسقدر بالضرور
جانتا ہون کہ خاص اس طریقے مین مدار کار اوپر توجہ مرشدان طریقت
کے ہے قلبی ہو یا روحی قریب ہو یا بعید بعد تکمیل بسبب بنا ر اضی مرشد کے
سلب نسبت دیکہا گیا ہے جسکو ارتداد طریقت کہتے ہین واللہ اعلم بالصواب
الیہ المرجع والمآب ۵

مدر دو صاف ترا حکم نیست دم در کش ۔ کہ ہر چہ ساقی ما ریخت عین الطاف است

یہ جو لکہا متعلق فیضان ولایت سے ہے ایک طریقہ دوسرا کہ اوسکو
تعلق ہے فیضان نبوت سے اگرچہ وہ بھی سینہ بسینہ اپنے مرشدان
طریقت سے بہ مصداق النصیب یصیب کے اس نحیف کو پہونچا ہے لیکن
قابل کتابت نہین مجبوراً اسیقدر پر اکتفا کر کے چھوڑتا ہون اللہ بس
باقی ہوس ۔

یہ بھی عجیب طریقہ ہے کہ جسکے واسطے یہ قول بالکل صادق آتا ہے الاستقامۃ
فوق الکرامۃ یہ طریقہ جامع ہے اوپر ظاہر و باطن کے اور ولایت حضرت
قطب عالم محبوب سبحانی کے کہ جو سر حلقہ طریقہ مین علماے ظواہر و نیز
اولیاء اللہ دوسرے جو آپ کے وقت مین تھے اون سب کو مسلم
ہے بلکہ مراتب اور درجات آپ کے بہ مصداق اس قول کے
قدمی ہذہ علی رقبۃ کل اولیاء اللہ جو حسب الارشاد جناب رسول صلے اللہ
علیہ وسلم حضرت نے صادر فرمایا ہے ثابت ہے اور قصہ

شیخ صنعان کا قصہ مثنوی شیخ عطار میں بتفصیل موجود ہے متعلق اس ہی قول مبارک
کے زیادہ اس سے تعریف اوس جناب کی کیا کیجاوے یعنے خورشید بالفعل
ہی ذاتی اور بالصفات بھی خورشید ہے   آفتاب آمد دلیل آفتاب
وہ خود آپ ہی اپنی تعریف ہے - اس سلسلہ والا میں سلوک کے مقامات ستہ یعنی
ہیں ابتداءً اون کا بیان کیا جاتا ہے -

اوّل ہوش در دم   دوم نظر بر قدم   سوم سفر در وطن   چہارم
خلوت در انجمن - پنجم دوام آگاہی - ششم محاسبہ نفس -

اول ہوش در دم مراد ہے اس سے کہ طالب آگاہ ہو اور مطلع رہے اوپر نفس
اپنے کے - یہاں نفس سے مراد دم ہے - اسواسطے کہ کوئی دم اسکا غفلت سے ضایع
ہو اور اشتغال ایک دم کا تا خروج یا دخول دوسرے دم تک ہوشیاری سے گذرے یعنے یاد
حضرت حق سبحانہ تعالے شانہ سے غافل و عاطل نہ ہو چنانچہ اس طریقہ میں رعایت حفظ
نفس بہت ضروری و لازمی رکھی گئی ہے اگر کوئی طالب حفاظت نفس حالت کسب میں ترک کرے
اوسکو باصطلاح طالبان راہ حقیقت نفس گم کردن یعنے طریقہ گم کردن کہتے ہیں جسطرح
بعض حضرات اکابر طریقہ نے فرماتے ہیں کہ ذکر جاری ہے اوپر نفس حیوانات یعنی دم کے
اسواسطے کہ وقت باہر آنے اور اندر جانے دم کے حرف ہا ہو خود ہی نکلتا ہے
بلا قصد و اشارہ ہے اور یہ عین ہویت ذات حق سبحانہ تعالے کے خواہ جانے یا نہ جانے
وہ حرف ہا یا ہو جو نکلتا ہے ہر سانس میں اس ہی اسم مبارک اللہ کا ایک حرف
ہے خاص الف لام یہ واسطے تعریف کے ہیں اور تشدید بطور مبالغہ کے طالب دانشمند
کو چاہیے کہ وقت تلفظ اس اسم شریف غیب ہویت کو ملاحظہ میں رکھے - دوم نظر
بر قدم معنی اسکے یہ ہیں کہ وقت چلنے راہ کے طالب کو لازم ہے کہ نظر اوپر پشت پا
کے رکھے یا ادہر ادہر نہ جاوے تاکہ محسوسات نقشی سے نظر پراگندہ نہو اور جس جگہ کہ پہنچا نہ پڑے

اسواسطے کہ جمعیت متعلق ہے دل کے اور و لکو تعلق خاص ہے ساتھہ آنکہ
کے بالخصوص طریقہ سلوک اور طالب کسب و ریاضت مین بوجہ پریشانی
آنکھ کے ۔ دل مین تفرقہ واقع ہوتا ہے اور تفرقہ دلسے کچھ اثر مترتب
نہین ہوتا لہذا عمل بے سود و رایگان جاتا ہے اسیواسطے عزلت و
گوشہ نشینی تنہائی کو لپسند کیا ہے۔

دوسرے معنے نظر برقدم کے یعنے سیر سالک کی بسرعت تمام بیچ قطع مراحل
ہستی موہومہ خود و نیز جمیع ممکنات اور طے منازل خود پرستی یعنے
خواہش نفس امارہ اسکے یعنے جہان سے جہان تک پہونچے اپنے کام
مین مخالفت نہ کرے سنے البدیہہ ایک رباعی بطور دلیل کسی بزرگ کی
نقل کیجاتی ہے ؎

گم زدہ جلے ہمہ سے ہوش دردم — در نگذشتہ نظر شش بر قدم
بسکہ زخود کردہ بسرعت نظر — باز نماندہ قدمش از نظر

دوم سفر در وطن ۔ معنے اسکے بیچ اصطلاح حضرات متقدمین کے
اسطرح پر ہین ۔ اول سیر اس جسد عنصری کے کہ جسمین تمام انتظام ملکے
موجود ہے اسکی سیر کیا ہے گویا تمام عالم کے سیر لیکن متعلق
کسب سے ۔

ثانیاً سیر انفسی اور ثالث سیر آفاقے جسکو جبرئیل انفسے اور آفاقے
کہتے ہین ۔ علاوہ اسکے برآنا سالک کا صفات بشری سے اور ورآنا
صفات ملکی مین یعنے خروج اخلاق ذمیمہ سے اور داخل ہونا اخلاق حسنہ
کا اور تجلی پرنور صفات مرضیہ حمیدہ کہ جسکے معنے تخلقو باخلاق اللہ
کے پیدا ہون ۔

معنی سفر در وطن - کے یہ ہین کہ بظاہر یعنے بجسم سفر بیچ طالب طلب اور کسب ہندیکے مناسب حال ہے یا نہین اس مین حضرات متصوفین کے دو نون قول ہین - چنانچہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ العزیز فرماتے ہین کہ مبتدی کو حالت سفر مین بجز پریشانی کے اور پریشانی بھی کیسی صعب اور کیا حاصل ہو سکتا ہے اگر کہین وجود کسی اہل اللہ کا پایا جاوے اوسکو غنیمت جانکر بالضرور سلوک سند اولہ اور ریاضات معمولیہ مین مشقت و اکتساب کرکے اپنے کو مقام تمکین تک پہونچاوے بلکہ نسبت اپنے حضرات طریقہ کا پورا کرلے کہ جس سے مقام یادداشت مراد ہے بعد ازان پھر اگر بطور سیاحی اور واسطے حاصل ہونے تجربہ اور پختگی مشاغل کے سفر اختیار کرے مضائقہ نہین -

خلوت در انجمن - معنے لفظے کہ جو انہین الفاظ سے مترشح ہوتے ہین - انجمن سے مراد محفل یہ معنے اجتماع خلق وہ بالضرور تفرقہ ڈالنے والے اور غفلت دلانے والی ہے یاد مذلسے علے قدر مراتب اس شخص کے اپنے مقام سیر سے کہ جسکا وہ صاحب مقام ہے اس سے تجاوز نہو کر غفلت نہ ہونے پاوے بہ مصداق دل بیار دست بکار ؎

از برون در میان بازارم ور درون نسبتی است با یارم

بعض اکابر طریقہ نے یون بھی فرمایا ہے - معنی ذالک

- اگر ظاہر کو ہمراہ باطن کے جمع نہ کرے اور سبب تفرقہ ظاہری کے دفع کا نہ ہو سکے بہتر اور اولے یہ ہے لعبرتہ بقولہ تعالے وتبتل الیہ تبتیلا - اور بعض اکابر کا قول ہے کہ بعض اوقات مین غفلت ظاہری مطلوب اور محمود ہے واسطے ادا ہونے حق اہل حقوق کے لیکن تفرقہ

باطن کسے حال مین بہتر نہین ہے واسطے نہتی کے ؏

حضوری گر ہمی خواہی از و غائب مشو حافظ

بہ مصداق علم حضوری کے۔ یعنے الشاہد ہو المشہود - مقام یاد داشت عبارت ہے بدوام آگاہی ساتہہ حق سبحانہ تعالی کے اور بعض حضرات فرماتے ہین شہود اوپر قلب سالک کے محبت ذاتی سے اور اوسکو مشاہدہ کہتے ہین وہ یہ ہے کہ بدوام آگاہ ہے مقام ہوجاوے اسکا کسے عوارض خارجی ہو یا داخلی کسیطرح وہ نسبت زائل نہین ہوتی آخر نتیجہ استغراق شبانہ روزی کہ جسکو صحو وسکر حالت کہتے ہین وہ اکثر مجاذیب کو رہتے ہی اور یہی باعث ہے اونکی مدہوشی اور ترتیب مدارج نہ کرنے کا اسیوجہ سے احکام شرعیہ سے یہ لوگ مرفوع القلم شمار کئے جاتے ہین - چونکہ سالک ہر وقت ہر لحظہ ہر قسم کی سیر صفات گاہ گاہے ذات مین مصروف اور کبہے شیونات ومظاہر انواع واقسام کا خود ہے اپنے کو مظہر دیکہتا ہے اور گاہے خود ہے بنجاتا ہے لہذا باب باب ظاہر صاحب ہوش وحواس بباطن بدحواس اسیواسطے تو صوفی کو ابن الوقت کہا ہے۔ ؏

گاہی نیاز ایمان من گہ بے نیازی شان من   اے مرد و بیر بیدین گہ بندہ گہ مولا ستم

اسے حال مین مست وخوش گاہ رنجیدہ وغمگین کبہے قبض گاہے بسط اسے لاہیرین مین اونکا شبانہ روز بلکہ تمام عمر کا یہے نپٹڑ روگ یعنے مرض لازوال رہتا ہے ؏

چو میرم مبتلا میرم چو خیزم مبتلا خیزم

دوا اوس ہے یعنے یوم حشر و نشر تک مبتین الدین کا مصداق یہی لوگ ہین جنکا اشارہ ما قبل دیا گیا ہے جو لوگ ایسے ہین اون کے

واسطے خدا سے تعالے انعام فرماتا ہے کہ وجلبت قلوبہم یعنے روشن کردے قلب اونکے ۔

فصل دوئم دربیان طریقہ قادریہ

اب بیان سے کچہہ ذکر وغیرہ تحریر کئے جاتے ہین۔ وہوہذا

اوّل طالب کو چاہئے کہ جسوقت ارادہ ذکر کرنے کا کرے باطہارت کاملہ وضو کر کے علیحدہ مکان یا مسجد جہان کوئے غیر جنس نہ ہو دو رکعت نماز نفل ادا کر کے بعد دو زانو بیٹھکر درود شریف کا ہدیہ بحضور حضرت خواجہ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم بنظر استمداد پیش کرے بعد فاتحہ اوپر حضرات طریقہ کے پہونچا کر باقلب ساتھہ توبہ و استغفار کے طرف درگاہ بارے تعالے کے رجوع کرے بخشوع وخضوع تمام اور منت وسماجت بالا کلام عرض کرے یا الہ العالمین ماسوے اللہ سے نفرت اور اپنے محبت عطا فرما کر اس عمل خفیف بے بضاعت مین برکت کے شامل کر آمین برب العباد خیال مرشد طریقت کا کر کے لفظ لاکو کہ جسکے معنے خود نفی یعنے نہین ہوتے ہین اوٹہا کر سمت راست متصل شانہ کھینچکر وہان سے لفظ اللہ کو بہ معنی الہ باطلہ بہ ملاحظہ ماسوی اللہ دماغ تک پہونچاکر وہان سے تاعرش یا اوس سے بہے بالاتر مرتبہ عروج مین بہ ملاحظہ نفی پہر وہان سے بخیال اثبات حقیقے مرتبہ اوّل نزول و امکان مین لفظ اللہ کو اندرون قلب صنوبری کہ وہ مجوف ہی ہے ضرب لگاوے موافق اپنے قوت جسمیہ کے تعداد مین جس قدر ممکن ہوسکے اور متحمل بہے ہو اوس کا عدد طاق بعد الفراغ ویسے ہی آنکہہ بندکر کے صرف ملاحظہ قلب کہ مراد مضغہ گوشت ہے کرتا رہے تا فروہونے حالت اس ہی ذکر کے اسیطرح ساتہہ جمعیت خاطر کے

التزام اسکا کرے انشاء اللہ حصول مقصود سے بالضرور کامیاب ہوگا
بیان ذکر چہار ضربی بجہر - چاہیئے کہ بشرائط متذکرہ بالا چہار زانو مستقبل قبلہ بیٹھکر حسبی ربی جل اللہ بسمت دست راست کہے - نافی قلبی غیر اللہ جانب چپ کہے نور محمد صلے اللہ بسمت آسمان کہکر وہین سے لا الہ الا اللہ کے ضرب قلب پر لگاوے مسلسل بہ لحاظ سینے کے جسقدر ہو سکے کہ جس سے قلب مین پریشانی نہ حاصل ہو -
دوسرا طریقہ اس ہے ذکر کا - حسبی ربی جل اللہ مقام ناف سے کہ لطیفہ نفس ہے شروع کرے تمامے گردش تا شانہ راست پوری کرکے لفظ اللہ کے ضرب جو مقصود اصلی ہے قلب پر لگاوے اسیطرحپر بسرعت تمام ملا وقفہ نافی قلبی غیر اللہ کے اور ایسے ہے نور محمد صلے اللہ کے بعد الا اللہ کے ضرب غرض کہ جملہ ہر چہار کلمہ کے ضرب متصل پے درپے لگاوے لیکن ملاخطہ سینے کا ضروری ہے اور تفہیم باصطلاح متصوفین کرجسکے مقصود اصلی ہے مناسب ورنہ اس الفاظ گوئی مین بجز حرارت مفرط نتیجہ مفقود -
طریقہ چوتھے طرحپر ذکر جہر کا - متوجہ قبلہ بطریق معلوم یعنے چار زانو بیٹھکر بجانب راست بگوید حق بجانب چپ بگوید حق بجانب آسمان بگوید حق بر قلب ضرب کند حق بہ نشیند بہ ملاحظہ این کہ یمین و یسار در تحت و فوق من حق ہست درین خیال چنان مستغرق گردد کہ ہمہ حق است غیر او موجود نیست این ذکر را ذکر خواص سے گوئید -
طریقہ ذکر ارہ بجہر کرے یا ساتھہ خفی کے اسطرحپر کہ لفظ یا حی یا قیوم کو قلب سے بقوت حبس نفس کھینچکر وہان سے ضرب لفظ اللہ ہو اندرون

قلب ساتھہ اسس ملاحظہ کے کہ جسطرح آرہ آہنے اندر لکڑے کے سرایت کرتا ہے ویسے ہے یہ ذکر بھے اندرون قلب سرایت کرتا جاتا ہے ذکر کے نیتجہ اسس کا ایک بے ہوشتے پیدا ہوگی کہ جسکا اثر اسس جسم پر ابتدائی مثل قشعریرہ اور سنساہٹ کہ وہ مقدمہ ہے نفی وجود عنصرے کا۔ مقصود اصلے اسکلے کرنے سے یہے ہے مناسب کہ کوشش بلیغ بہونچاکر تکمیل اسکی حسب تحریر اسس نحیف کے کرے انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔ بعد اسکے تصور اسم ذات کہ جسکو تعلق ہے صرف تنزیہہ سے اسکا عامل ہونا چاہئے اسطرحپر کہ لفظ مبارک اللہ کو بچشم دل منقوش بخط سنہرہ دیکھنا چاہیے اور قلب جبو قت کہ اسپر قدرت حاصل ہوچکے پھر بچشم سر خاص قلب کیا بلکہ ہر جگہ کہ جہان سے اور جہان تک نظر پڑے ساتھہ اسے تصور کے یہان تک حاصل کرنا چاہیے کہ یہ شعر حسب حال ہوجاوے ؎

درو دیوار من آئینہ شد از کثرت شوق ہر کجا مے نگرم نور خدا مے بینم

ایک پرچہ قرطاسس سفید یا سرخ پر بخط سنہرہ تحریر کرکے مقابل رکھکر وقت مشق کرنے کے آہستہ آہستہ زبان سے یہے کہتا جاوے یہان تک ہر وقت خلوت وجلوت بدون استعانت پرچے کے وہے اسم مبارک قلب پر مرقوم اور منقش معلوم ہونے لگے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تمامے اجزاے بدنیہ مین اسکو دیکھے اسطرح پر انگشتھاے ہاتھہ اور پیر مع استخوانہاے سینہ وپہلو کے ہر جزو مین تصور اسم ذات کا قایم ہوجاوے بعد اوراق واشجار حیوانات وجمادات بیچ جملہ اشیاے ممکنہ موجودہ کے اسم ذات دیکھنا چاہئے بعد فناے عنصرے کے طرف متوجہ ہو طریقہ اسکا یہ ہے ابتداءً اربع عناصر خاک باد آب آتش

پر غور و فکر کرنا چاہیئے یہ کیا ہے یعنے مظہر ہے اس ہی اسماے الٰہی کا
جسطرح کہ خاک مظہر ہے قابض کا اور باد و آتش مظہر ہے باسط کا
اور پانی مظہر ہے محیی کا - پس ان مظاہر اربعہ کو نظر سے اوٹھا کر اثبات
مظہر خاص اسما کا کرکے جملہ عناصر اور اربع مرکبات کو بیچ اسم ذات اسما
وجود واجب کے فنا کرکے متوجہ طرف اثبات حقیقی کے ہونا چاہیئے جسوقت
طالب یہان تک پہونچ جاوے اور صاحب اس مقام کا ہو اوسوقت
طریقہ پاس انفاس جو کہ مختص ہے خاص حضرات قادریہ کا تعلیم کرنا
ضروری ہے اسطرح پر کہ وقت دخول نفس یعنے دم لفظ مبارک اللہ
کہ اسم ذات ہے ناف سے کھینچا طرف دماغ کے تا قیام دم بعد کو آہستہ
طور پر خروج نفس کے ساتھ خارج کرنا دم کا قلب پر بسہولت تمام
چند مرتبہ اسکو کرکے متوجہ ہونا طرف قلب صنوبری کے مع اسم ذات
کے -

طریقہ دوسرا پاس انفاس کا کلمہ طیب لا الہ الا اللہ کو بطور معمول وعروج
کے یعنے لا الہ کو ناف تک پہونچاوے اور لفظ اللہ ہو یا صرف الا اللہ کو طرف
فوق کے کھینچکر اثبات کرے - جو یہ شغل اتمام کو پہونچے بعد مراقبات ستہ
سے اطلاع دیکر پہلے مراقبہ افعال خلق کے واسطے ارشاد کرے اسطور سے
جانے اور تصور کرے بیچ جمیع اشیای ممکنہ کے کہ حرکات اور سکون
بمصداق لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ کے بغیر اوسکے کسی دوسرے طرف
سے نسبت نہ کرنا چاہیئے بہ وقت ملکہ ہوجانے اور کشود کے طالب خلاصی
پاتا ہے شرک خفی سے - دوم مراقبہ اعمال واشغال - سوم مراقبہ
فناء المعصیت چہارم مراقبہ زجر و توبیخ نفس امارہ پنجم مراقبہ جمال وجلال

اللہ شاہدی اللہ ناظری اللہ حاضری اللہ معی بحکم وہو معکم اینما کنتم
اس شغل کو یہان تک مشق کرے کہ شاہدہ اور محسوس ہونے لگے جو حالت
کہ پیدا ہو وہ جلد فرو نہ ہونے پاوے بعد اسکے دو شغل کہ حضرت پیر
دستگیر سے حضرت جد امجد میر سید محمد شاہ ولایت کالپی کو بواسطہ
روحانیت کے عطا ہوے اور حضرت ممدوح وموصوف سے حضرت پیر و مرشد
یعنے والد بزرگوار کو اور وہان سے اس ضعیف البنیان کو وقت تعلیم
طریقہ ارشاد فرماے وہ یہ ہین۔

ہر دو انگشت خنصر را بر لب پایان گذارد و ہر دو انگشت شہادت را
ہر دو قسم و ہر دو انگشت وسطے را در ہر دو پردہ بینے و ہر دو ابہام را
در ہر دو گوشش بند کردہ اسم ذات را سرتا پا ملاحظہ کردہ بر دل ضرب
زند تا صد بار در یک حبس رساند۔ امید ہے کہ وجود مطلق کہ سیدا ہے
بعد اسے تھوڑے سے عرصے مین منکشف ہو جاوے۔ تجلی اور انوار
بہ نسبت اور شغل واشغال کے زیادہ کشود اور مفید ہو۔

طریقہ دوسرا کہ جسکو برزخ اکبر کہتے ہین وہ اوپر تین طرح کے ہے۔
قسم اول۔ حبس دم کرکے درمیان دونون ابرو کے دیکھنا مع
تصور لفظ مبارک اللہ کے۔

قسم دوم۔ کہ جسکو مراقبہ ہوائے کہتے ہین مع اسم ذات درمیان
مین باد وہوا نظر کرنا۔

قسم سوم یہ ہے کہ آنکھ سمت راست کو کھولکے بائین آنکھ بند کرکے اوپر
پردہ بینی راست کے نظر جاتا رہے یہان تک کہ وجود مطلق حقیقے کہ سیدا
ہے اور منزہ تقیدات سے ظاہر ہو کر بعد کو فنا سے حقیقے حاصل ہونے سے

لیکن بشرطیکہ عمل جسطرح ممکن ہو پورا کرے بلکہ بحقیقت لا یعنی نفی ماسوی اللہ کو نفی اور یقین کامل کرلے کہ مقصود اصلی میرا جو کچہ ہے وہ حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالی ۔

قسم پانچوین برزخ علیا کے اور شغل اسکا اسطرحپر ہے کہ بعد کشود اس شغل کے کہ موجب فنا اور ثمرہ دینے والا بقا یعنے اشہادت حقیقہ کا ہے پس تمامہ متوجہ طرف باطن کے ہو کہ مرتبہ غیب الغیب تک کہ عین ہوا کا خود کا ہے پہنچے اور یہ مقام تقدس آراستہ پاکر حضور در حضور مین کہ عبارت از طریقہ اکابر حضرات قادریہ ہے پہونچے پہر بیچ محاسبہ نفس اور حفظ اوقات لازم چنانچہ اسکی تاکید مین اقوال مشائخین باجمال تحریر کرتا ہون فقال بعضہم ہے توبیخ النفس علی غفلتہ باقامتہ الحد علیہا عند التیقظۃ وقال بعضہم ہے حفظ الانفاس وضبط الحواس ورعایت الاوقات وایثار المہمات چاہئے کہ واقف نفس اپنے کا رہے بعد الفراغ تمامے مشاغل اور تکمیل کے جو قوت قلبی حاصل ہو اجازت تعلیم اور اجرائے طریقہ کے دینا چاہیے اگر قابلیت اور استعداد اور استقرار سنت سینہ کا ہو اور بالمعروف نہی عن المنکر کا حکم جاری کرے اگرچہ ذکر اذکار وغیرہ اور بہی ہین اور رہون لیکن واسطہ اختصار کے اسقدر لکہتا ہون کہ ہمتین اہل زمانہ کے بہت قاصر ہین جو کچہ کہ اس نحیف نے لکہا ہے حصول مدعا کے لئے کافی و وافی سمجہا جاتا ہے واسطہ سالکان طریقت حق پرست کے اور سبیل واجب مطلق کے بیچ احاطہ تحریر کے لایا گیا ہے اور بعد حصول مدعا راقم الحروف کو فاتحہ خیر سے یاد فرماوین طریق ذکر بطور خاص لا الہ یعنے یہ سب شے جسقدر کہ ممکنات ہین اور

اور شے دگر یا دہ نہین ہین اسطرحپر کہ گم ہین درمیان وحدت کے اور
مستہلک ہین بیچ اسکے الا اللہ یعنے اثبات وحدت بیچ اشیار کے
ظاہر ہے اور درمیان نظر کے شہود پس اشیا باطن ہین بیچ اسکے
اور وہ ظاہر ہے بیچ اشیار کے وہ ظاہر اشیار مین بھی ہے اور
باطن اشیار مین بھی جسطرح شے درمیان شے کے ظاہر اور باطن کچھہ
نہین ہے پس شے بیچ اصل کے شے ہی نہین ہے بلکہ حق ہے صرف نام
اس شے موجودہ کا اعتباری ہے یا فرضی ورنہ حق حق ہے چنانچہ مثل
حق بر زبان جاری ہے۔ مراقبہ عبارت ملاحظہ وحدت سے ہے جسطرح کہ
ممکن ہو اگر ملاحظہ الفاظ ہے اور تخیل اوسکا اور اگر تعقل الفاظ اور
معنے کا ہے اوسکو ذکر کہتے ہین اگرچہ وہ تلفظ جسکا ہو خواہ لا الہ الا اللہ
خواہ لفظ مبارک اللہ صرف ہو اگر نے تخیل الفاظ اور تعقل معنے کے ہو اوسکو
مراقبہ اور توجہ کہتے ہین مطلب یہ کہ معنے وحدت اللہ جل شانہ بیچ دل کے
قرار پکڑے۔ دوسرے یہ کہ ذکر لفظ اللہ خواہ لا الہ الا اللہ کا ہو اسطرحپر
ہے کہ حقیقت قلبیہ بتوسط نصفہ قلبیہ کہ وہ مظہر حق ہے کشود اوسکا
ہو۔ سیوم توحید صفت ہے واحد کے نہ من و توجب تک یہ باقی
ہے اشتراک ہے نہ توحید چونکہ محل خطرات قلب ہے اسواسطے صاف کرنا
اسکا ضرور ہے۔ چہارم نتیجہ اسکا یہ ہے کہ بعد ذکر لسانی کے
قلبی ہے اور بعد ذکر قلبی کے روحی جسکو ذکر الروح راحتہ کہتے ہین
بعد اوسکے بالضرور جانا گیا کہ یہ چار طریق اور چودہ خانوادہ جو مشہور ہین
مراد چار پیر سے یہ چار بزرگ ہین کہ بعضے ان مین سے تبع تابعین ہین
مثل سلمان فارسی و خواجہ حسن بصری فضیل بن عیاض انہیں ہین

ایک طریقہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہ جسکو قادریہ کہتے ہین - غرضکہ
سو صلے اسلے المطلوب تو جملہ طریق ہین اسواسطے کہ اصولاً منبع اور ماخذ
ان سب کا بالضرور ایک ہے رہا - فرع مین جیسے جو کہا گیا ہے وہ
کلمہ شریف یا اسم ذات لیکن روش نقش ہر طریقے کے بالضرور علیحدہ ہے
اس علیحدگی سے نہ مرتبے مین فرق آسکتا ہے نہ اونکے موصلے اسلے المطلوب
ہونے مین مگر فرق مراتب اور فضائل مین جسطرح کہ انبیا علیہم السلام
کو آیتہ فضلنا بعضہم علٰی بعض مین وارد ہے بلاتشبیہ ویسے ہے حضرات
اولیاء اللہ کے نسبت مین مدارج و خصوصیات ہین درجات حضرت
قطب الکونین شیخ الثقلین کے از غرب تا شرق اظہر من الشمس ہین
احتیاج تصریح نہین اب باقی رہا فرق روش طریقہ سیر سلوک
ہر کشود اسکا جسکو جیسا کشود اونکے ویسے ہے سیر اور وہ جسوجہ نے
جس رنگ مین دیکھا دیا ہے بیان کیا اور لکھا کسیکو بوجہ ریاضت اور
مشقت غلبہ ذاتا ہے بعض کو بسبب اتباع اور تقلید سیر صفات ہے
اسیطرح احوال کسب اور وہب کا ہے کسیکو نسبت عشق جو کہ مادہ ترکیب
انسان مین رکہا گیا ہے اسکے غلبہ سے جذب و حال و حالت صحو و سکر
پیدا ہونے لگے کسیکو پرتوہ جمال نسبت محمدیہ کا غلبہ ہے ان حضرات کو
ذوق فرائض و نوافل مین استغراق ہے اور وجد و حال اظہار مین
استتار ظاہر نہین کیا مجال حضرات نقشبندیہ کو شان صدیقیت کہ داخل
طریقہ ہے اسمین کمال ہے زیادہ کیا کہا جاوے زبان نطق لال غرض
جو ہے جسے برکمال ہے اب رہا معارضہ شہود و جود دونون صحیح ہین
جو دیا مین ہے رتبہ وجود ہے اور اصل مین وجود ہے نہ شہود

جنکو غلبہ تنزیہہ ہے وہ قائل شہود مین اپنا جنپر تشبیہات غالب ہے وہ
بالکل پابند وجود کے سیکو سیر صفات بالذات ہے کسیکو سیر ذات بالصفات
ہے ہر ایک کو نئے دید ہے نئے سیر بہ مصداق اس مصرعہ کے۔

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

خلاصہ اوسکے چاہنے والے اور اوسکے راہ پر چلنے والے اوسکے اطاعت
فرمانبرداری کرنے والے سب اچھے ہین جسطرح ممکن ہو کفش برداری
اپنا کمال ہے لیکن اس طریقے مین حسن عقیدت اور سلسلہ کا صحیح ہونا
مثلاً جسطرح علاقہ بند کا زنجیرہ ولیا ہے اس شخص کہ جسکے ہاتھ مین ہاتھ
دیا ہے واسطہ بواسطہ ساتھ نسبت صحیحہ کے حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم تک پہونچانا جسقدر طریقے مین صحت ہوگی اوسیقدر فیض زیادہ
بلکہ بہتر ہے کہ نسباً یعنی جدسے ہونا عین مناسب ہے۔ بعد اسکے
ریاضت ہے۔ اب اس زمانے مین اکثر تغلب و تصرف طریقے مین
زیادہ ہونے لگا ہے۔ صرف کسے خاندانے یا مشہور صاحب کمال سے
تعلق کرکے بعد رحلت اپنے کو واسطے پیرینے کے مشہور کردیتے
ہین بظاہر راہبر بباطن راہ مار یعنے ٹھگ اوسیقدر فائدہ بیچے
مرید کو کم ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے یہ کہ اس کو اونہون نے اپنے
روزے کا ایک وسیلہ گردان لیا ہے۔ یہ منشا کبھے حضرات
متابعین اور سابقین کا نہ تھا۔ ہم لوگ جو آجکل تارک الدنیا
کہلاتے ہین وہ دراصل متروک الانبیا ہین۔ الا ماشاء اللہ۔
طالب حق بفقدولی ریاضت و مشقت صرف مریدے لغرض پیر سے کے
ہوتے ہے اب صرف نظر اوپر ارباب بصیرت کے ہے کہ وہ پہچان لین

اون کے مثال اسطرح ہے کہ النادر کالمعدوم کے - یہان سے بیان
اے عزیز کہ شرح لفظ مبارک اللہ اسم ذات ہے وہ اسطرحپر بیچ اصطلاح
حضرات متصوفین و موحدین تین جگہ پر اطلاق اوسے اسم مبارک کا کرتے
ہین یعنے مرتبہ احدیت ہین کہ تعین اول ہے ذات - دوسرا مرتبہ
وحدت کہ مستجمع کمالات آلہیہ کا ہے بطور اجمال - مرتبہ تیسرا - واحدیت
کہ تفصیل اسمار و صفات ہے اس تین جگہ پر مساوی آتے ہین معنے
لفظ اللہ کے -

پس جاننا چاہیے کہ جمیع اسمار وصفات خداوند عالم اوپر دو طرح کے
ہین -

قسم اول - اسماو ذاتیہ کہ اونکو استہلاکیہ اور تقابلیہ کہتے ہین -
قسم دوسرے اسماے شروطیہ کہ جامع الکا اسم رحمن ہے وہ اوپر
دو قسم کے ہے - ایک قسم آلہیہ کہ کلیات مخلوقات کو چاہتا ہے اول
اور علم وثانیاً اور خارج اور اسم یا رحمن کہ مشروط ہے جمع کرنے والا
جمیع اسمار الہیہ کا کہ پالنے والا اور رکھنے والا اور ترتیب کرنے والا
تمامے کائنات مخلوقیہ فہمیہ وہمیہ چنانچہ اسلام اور کفر - بہشت اور
دوزخ بالکلیہ رطب ویابس کا اوسے تعلق ہے اور اسم رحیم
کہ رحمت سے متعلق ہے اور رحمت لفظ عام ہے لیکن معنے ہین مخصوص المعنی
ہے اسواسطے کہ حق تعالے نے اسم رحیم کو خاص مختص کیا ہے واسطے
مخصوصین اور اہل ہدایت کے اور کلیات اسم الہیہ نزدیک بعضے
یعنے سید محمد مغربی وغیرہ وغیرہ کے اوپر ۲۸ - اسماء کے مقرر ہے
پس انسان مظہر جمیع اسمار الہیہ کا کونے ہے اور سکے واللہ اعلم بالصواب

لیس جاہیے جاننا شمول ربوبیت کو مرتبہ جزئیات عالم کا ہے خواہ
وہ علمی ہو یا خارج او سے تفصیل اوسکی ہاں نہیں جانتا ہے کوئے بجز حق
سبحانہ تعالے کے بہ مصداق و ما یعلم جنود ربک الا ہو لیکن بطور
کلیات اوسے خداوند خدا کے بعلم قدیم وجدید اپنے بندگان خاص کو
آگاہ ہے اور علم اوسکا دیا ہے بقدر فہم اور عقل اون کے بہ مراتب
جو لکہے گئے وہ توضیح یعنے وضاحت بہ معنے پہیلانا اوہنین حروف کا
ہے اور بعض مشائخین کا قول ہے خاص حرف با ہے المثال
بالباء و ظہر الوجود ۔ العابد عن المعبود حرف باء یہ وجہ اوسکی
ہے اعداد اسکے اگر لکہے جاوین علیحدہ علیحدہ گیارہ ہوتے ہیں
اور اون اعداد کو اگر اول سے آخر تک جمع کرے چہیاسٹھ ہوتے
ہیں پس یہی عدد اسم مبارک اللہ کے ہین اور یہ اسم پاک
جامع جمیع اسمار کمالات وصفات الہیہ کا ہے بقدرت خاص اور
بقیضا اسی کا بہ مصداق العلم دانستن بہ معنے محدود النقش
بالحکم العلم نقطہ کے پس یہی وہ علم ہے کہ علم ہیچ اوسکے اور وہ
درمیان علم کے یعنے داخلی جسم وخارجی ہم بہ مصداق آیتہ
لا رطب ولا یابس الا فی کتاب المبین علی ہذا القیاس وہ ہی
نقطہ باصادق آتا ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے
ہین جو کہ درمیان توریت اور انجیل اور زبور کے وارد ہے
خلاصہ اوسکا درمیان قرآن شریف کے موجود اور خلاصہ
کلام اللہ کا درمیان سورہ فاتحہ اور خلاصہ اوسکا درمیان
بسم اللہ اور خلاصہ اوسکا درمیان حرف باء کے اور

خلاصہ حرف باء کا درمیان نقطہ حرف باء اگر اوسکو کھول
بین سینے اوسکے بیان کرین از عرش اعلے تا تحت الثرا
معلوم ہو جاوے۔ پور کیفیت اوسی نقطہ سے باتے رہیے وہی کیفیت
نورانی اوسی نقطہ کی قال رضی اللہ عنہ العلم نقطۃ کثرہا الجاہلون
پس معلوم ہوا کہ جو کچہہ درمیان عالم خلق اور عالم امر کے سب
مظہر اور قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب ہے اور
درمیان ہر قلب آدم کے بہی مظہر ہے بالقوہ اور درمیان اخص
اور کاملین کے وہ ہے مظہر ہے بالفعل قال اللہ تعالے لا یسعنی
فی الارض ولا فی السماء ولاکن یسعنی فی قلب المومن پس معلوم
ہوکہ دنیا مین موجود نہین ہے مگر وہ ہے ذات الحمد للہ رب العالمین
مقصود کچہہ نہین ہے مگر وہ اسے صاف ظاہر ہوتا ہے اوسکے

شعر

دنیا مین نہ دنیا کی کوئی بات رہیگی آخر وہی اللہ کے اک ذات رہیگی

دوسرا شعر

کہا کہ بلاؤ اور تو رہین کیون گمراہ ہوا تو زور مین
جانا نہین کیا گور مین یا مرنے سے انکار ہے

پہر ایسے شے سے دل لگانا کہ وہ گذشتنی اور گذاشتنی ہے
یعنے دنیا کہ جسکو یہ انسان حد سے زیادہ عزیز رکہتا ہے
یعنے حیات یہ ماحصل اسکا ہے کیا بد ہے اور اوس کا ثمرہ یا
کیا وہ دور کیا اوسکے معاملات محض غفلت سے وقت قیمتی
کا ضایع کرتا ہے جاگو اور نوم غفلت سے بیدار ہو کہ سفر

ہمر ہے یہ وہ سفر ہے کہ جسکی واپسی نہیں یہ وہ مفارقت ہو
کہ جسکی بعد ہیر وصل کے امید نہیں سفر دور و دراز ذکر معاش
حقیقی ہے نہ معاد بس جبوقت کچھہ نہ تہا اور کچھہ نہ رہیگا۔
بمصداق کان اللہ ولم یکن معہ شیے یعنے ذات جبوقت چاہا کہ خود
کو جلوہ دے اور اظہار کرے پیدا کیا صفات کو اپنے بصفات
کہ مندرج تھے درمیان ذات کے اور سوید اکیا نور اپنا ساتہہ تمثلات
اور تشبیہات کے اور ہست کیا اوسنے نور ذات کو اور لباس
پہنا دیا انسان کا ؎

چو اظہار گشتن ہمے خواستم — صفت ہائے خود را خود آراستم

نشعر ؎

بہر صورت نمودم ذات خودرا — گہے بر شکل آدم گاہ حوا

جان اے عزیز کہ وہ ہے نور مسطور کہ جسکا ذکر قبل اسکے ہو چکا ہو
درمیان عالم لاہوت مستطر تھا وہان سے متصل ہو کر درمیان
عالم جبروت اگر لباس جبروتی آراستہ کرکے نام اپنا
روح مقرر کیا عالم جبروت سے تغیر و تبدل اختیار کرکے داخل
ہوا عالم ملکوت مین لباس ملکوتی پہنکر خود کے تئین خود ہے
نام قلب رکھا یا ملکوت سے رجوع کیا طرف عالم سفلے یعنے عالم
ناسوت مین اور لباس ناسوتی غیر مضبوطے دم بوطے اختیار
کیا قلب سے قالب اور جسم نام نہاد انسان ہوکر پہر اپنے
کو پوشیدہ کرلیا یعنے مخلوق کو بوجہ نادان ہونیکے
کان مین پہونک دیا نہین تو ہے مین نہین یہ انسان فنا کے

اوسمیں تو اور ہیں سکے سبق کو رٹنے لگا سارانکہ غلط در غلط میں
پڑ گیا ہے بقول کسے بزرگ عارف کے ۔ نظم

وجودے ندارد کسے جز خدا ہم او بود باشد ہمیشہ بجا
نظر کن بہر سو جمالش عیان کسے نیست جز او تحقیق دان

پس فہم کر اے عزیز کہ ملک عبارت ہے اربع عناصر سے یعنے
خاک باد آب آتش در اصل یہ جملہ ایک نور سے بنے ہیں ۔
جلوہ وہ ہے نور درمیان عالم کثیف کے آیا نار ہو گیا اور نار
سے جو کثافت ہوئے وہ آب ہے آب سے جو اجزائے حاری
اوڑے او گھٹتے وہ ہوا ہے اور جو اجزا خشک ہو کر رہ گئے اوسکا
خاک نام ہوا ۔ غرض یہ جملہ ایک وجود ہیں اوس ہی نور مطلق
سے ۔ مثال جیسے گنا یعنے نیشکر پیکر لطیف اوسکا نباتے ظاہر ہوا
بعد تبدیل لباس کہیں راب کہیں قند سیاہ کہیں شکر سفید
بنکر جلوہ دکھایا حاصل وہ ہے پیکر جسکے اصل صفت شیرینی
وہ علامت خاص جزو لاینفک منقطع نہ ہوئے رنگ بدلے اور
مختلف لذت دے لیکن بنظر حقیقت وہ ہے نیشکر بہ مصداق
صبغۃ اللہ وہے رنگ توحید ؎

ہر کجا مے نگرم نور خدا می بینم

یعنے ہمہ اوست چنانچہ حدیث سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
موجود و شاہد ہے انا من نور اللہ والخلق کلہم من نوری ۔
اے عزیز فہم کر تو بیان فہم کر سکتا اور جان سکتا ہے ساتھ
تمثیلات و تشبیہات انواع و اقسام کے کہ یہ جملہ ایک وجود ہے

وہ ہے وجود حقیقی جس سے مراد وجود واجب ہے وجود دوسرا متصور نہین ہے بجز اوس خداوند خدا کے ؎

ہرچہ بینی یار ہست اغیار نیست   غیر او جز وہم جز پندار نیست
از جمال وہو معکم جلوہا ست   لیک ہر کس لایق دیدار نیست

اور یہ جو کچھ دیکھتا ہے اسے عزیز غیر او رکھتا ہے ہے غیر یہ بالکل غیر اعتبار سے ہے اگر حقیقی کہون یہ امر محال ہے اسواسطے کہ غیر کہون اور تصور کرون دو وجود تو لازم آتا ہے ہونا دو وجود کا اور تصور اوسکا محالات مین کہ انقطاع ثابت ہو وجود اوّل سے تا وقتیکہ منقطع اول انقطاع نہ قبول کرے اور انتہا نہ ہوجاوے معہذا وفیہ تامل - اور وجود اوس کا نہایت تسکل ہے اسواسطے کہ ہمہ وجود وجود حق تعالے کہا اور سمجہا جائے کیونکہ حق تعالے کو صورت اور شکل ورنگ یعنے از قسم الوان نہین ہے جیساکہ درمیان عالم محسوسات کے دکہائی دیتا ہے اور پایا جاتا ہے عالم ناسوت مین درمیان وجود حق تعالے کے نہین پایا جاتا کچھ اسمین سے اور وجود اللہ تعالے کا منزہ اور پاک ہے مثال جسطرح کلام نفس درمیان اوسکے نہ حرف ہے نہ صورت نہ ترکیب اوسکے تمثال دوسرے بحدوث الاکوان علاوہ اوسکے جسطرح جبرئیل علیہ السلام بصورت اعرابے یا کسے اور صورت مین نزدیک رسول صلے اللہ علیہ وسلم وحی لیکر آتے تھے وہ صورت خاص جبرئیل کے نہ تھے دراصل وہ روحانیت ہے اور روحانی

دکہاے نہیں دیتے بالعموم علاوہ مخصوصین کے نبہا جبرئیل علیہ السلام کا ان تمثیلات سے آنا خبر صحیح سمجہا جاوے گا یا صحیح اور اگر کوئی مسلمان انکار کرے کہ جبرئیل نہ تہے گویا وحی کا انکار کیا انکار وحی کفر ہے یہ بیان شریعت کے لیس تمامہ عارفین ومتصوفین وموحدین کا یہی قول ہے کہ وجود ایک ہے اور وہی وجود حقیقی بدین اشکال ومظاہر صفاتیہ ظاہر ہے ؎

ای زحسنت پرتوی در چہرۂ ہر دلبری | عشق تو در ہر دلے وشوق تو در ہر سری
عاریت حسن تو در ہر دلبری بنہادہ اند | خود بجز تو نیست در عالم جلیں دو دلبری

رباعی ؎

درکائنات ہرچہ بصورت مقید است | از مخزن وجود بدینصورت آمد است
بحر قدم چو موج برآرد ز بطن خویش | آنرا حدوث خوانند در شرع احمد است
در معرفت التقام ندیدم سوائے زین | کین صورت و معانی ہمہ یکذات وحدت است

جان تو اے عزیز کہ ولایت اوپر چار طرح کے ہے پہلے ولایت عامہ مومنین جو کہ لایا ایمان خدا پر اور تصدیق کی رسالت کے بہ مقتضائے آیہ کریمہ اللہ ولی الذین آمنوا الدخلوا فی السلم کافۃ کے۔

درجہ دوسرا ولایت خاصہ کا کہ اوسکو ولایت این امت اور ولایت ہمہ اوست اور ولایت صغرے بہی کہتے ہین طریقہ اوسکے حاصل کرنے کا یہ ہے۔

طالب کو چاہیے کہ اندر باہر اوپر اور نیچے آفاق اور انفس بحر حق کی کسیکو نہ دیکہے اور علماً بہی نہ جانے اور نہ تصور کرے کسیکا

یہ ولایت قلب ہے درمیان اس ولایت کے چند شغل متعلق ہیں کہ
ورزش ان اشغال سے ۔ یعنی ہمہ اوست ذہن نشین اور متمکن
ہوجاتے ہیں درمیان قلب طالب کے لہذا مسئلہ وحدت الوجود
کہ نہایت مشکل ہے بیچ اس فن کے جاننا اسکا اور اصل اصول بھی
ہے یہ مسئلہ ہے بلکہ خلاصہ فقر و عارفان کے سے قرار دیا گیا ہے
نزدیک مشائخین متقدمین کے ۔ اول خود سمجھ لینا پھر ورزش
اوسکے میں بعد اوس سے سخت مشکل ہے تجربہ اور تفہیم اوسکے
معہذا بطور مجمل جو کچھ کہ جرندین طریقت سے بطور خاص پہونچا ہے
اوسکو تحریر میں لاتا ہوں وہ یہ ہیں کہ حقیقت ممکنات اعیان
ثابتہ اور صور علمیہ و عقلیہ جملہ حق ہیں نتیجہ میں اسواسطے کہ تفاوت
اور تغایر درمیان عالم و معلوم کے صرف اعتبار سے ہے نہ حقیقی
اور تمام سے کائنات و ممکنات ظل ہیں اوسے اعیان ثابتہ کے
اگر ہستی مطلقہ بذات نہ رکھیں درمیان مقابلہ موجود بذات کے
تو بمنزلہ عدم کے ہیں بمثال اسواسطے کہا ہے کہ زید موجود درمیان
خارج کے دو حیثیت رکھتا ہے اور باعتبار صورت علمی ہونے کے
حق قدیم ہے اور باعتبار وجود خارجی کے حادث ہے پس
اسیطرح ہر احوال جمیع ممکنات کا ہے درمیان اس مسئلہ خاص
کے چند شغل و اشغال متعلق ہیں تاکہ باحسن وجوہ یہ مسئلہ لاینحل
متعین ہوجاوے اور بیچ ذہن طالب کے متمکن مستحکم ہو ۔ پہلے
تجدد امثال ۔ دوسرے ہمہ درہمہ ۔ تیسرے آئینہ ثلاثہ ۔ چوتھے
صور متخیلہ پانچویں شغل قرار ہے اور کیفیت ہر ایک کی اون میں سے

علیحدہ لکھون گا بطور اختصار شغل تجدد امثال در بیان اس مسئلہ
کے علماے متکلمین وحکماے اشراقیین قائل ہین کہ تجدد امثال
در بیان اعراض کے ہے نہ اجسام مین اور صمدانیہ صوفیہ فرماتے
ہین کہ اجسام بھی حکم اعراض کا رکھتے ہین پس جبوقت ان حالتون
مین تجدد ثابت ہوکر عارض ہواصورت شغل دا سطے فہم طالب کے
ضرور طالب کو اوّل چاہیئے کہ دربیان جسم سفاتے کے تصور
کرے کہ دہبدم ہرلحظہ وجودات قشالبیہ و متعاقبہ اصل مبدء
فیاض سے پہونچتے ہین مثال جسطرح شعل اور چراغ کو علے الاتصال
رطوبات دہنیہ متواتلہ پہونچتے ہین اسوجہ سے شعلہ چراغ کا قایم
ہے ورنہ قایم نہین رہ سکتا نے الفور فنا ہوجاتا اسیطرح
اس وجود وہمیہ خارجیہ مین جاننا چاہیئے کہ ہرساعت ہرلحظہ
اوسے مبدء فیاض سے فیض پہونچتا ہے جسطرح ہیتلی کو
اشارہ کل یعنے تارکا جسے حقیقت ہستی یعنے وجود کے تبدل
بہ عدم یعنے نیستے کے جو ہے وہ نام نہاد ہے ساتہہ ہستی کے
ورنہ معدوم محض ہے اسیطرح بیچ جمیع ممکنات کے خیال کرنا
چاہیئے تاکہ ذہن مین راسخ اور مستحکم ہوجاوے کہ ساتھہ
اصل کے ایک ذات ہے لاالتغیر بھانما نیاً یہ کہ جبوقت عقیدہ
علماے متکلمین کے ثابت ہوچکا ہے کہ ہرشے اشیا ے
ممکنات ہے جبکا کہ ایک وجود پایا جاوے اسکو تبدل اور
خلوص دونے ہے اگرچہ وہ اعراض ہون خواہ اجسام
پس جبوقت یہ مسئلہ قایم ہوگیا اور مسلم ہوچکا اسے خلاصہ

جہان یہ قوم ہوا کے قایل ہین وہین وجود واجب ہے جس جگہ ہونا
اوس وجود حقیقی کا ثابت ہو گیا تجدد امثال ضرور ہے اور لازمی ہو گیا
جسطرح امر کو نسبت ہے ساتھ آمر کے اگرچہ وہ خاص امر نہین ہے ۔
مثال تیسری ۔ جسطرح اس جسد عنصری سے تعلق ہے ہر ہر اعضا کو
علیحدہ علیحدہ حالانکہ اوسکو یعنی کسی عضو خاص کو جسد خاص نہین کہ سکتے
ہین اور نہ اوس سے جدا کر سکتے ہین گویا وہ عضو ایک ایک جز لاینفک
ہے اوس اجسام صفاتیہ کا مثلاً اونکی خاص جسم ہے نہ علیحدہ اوس سے
ایسے ہی وجود حقیقی کو بھی جاننا اور سمجھنا چاہیے جو قوت نظر ہماوے
جو ہمارے حقیقت شے کہل جاوے صرف ہماری کم فہمی یا
کم عقلی کا باعث ہے ورنہ اوسکا انعام تو نمایان ہے ہر ہر انسان
پر من حیث مخلوق و ممکن ہونے کے ۔

ہرچہ ہست از قامت ناساز بی اندام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالای کس کوتاہ نیست

بیان شے در شے یعنی چیز درمیان چیز کے یعنی اوسکے جو تحقیق کہ
واجب الوجود نے تمامی ممکنات کو بیچ صورتون ان کے کے ثبوت
علم قدیم اپنے کے شاہدہ کیا حالانکہ درمیان ذات وہ خود غنی تہا
اور بے پروا لیکن پہر بہی چاہا کہ جمال اپنا خود سے درمیان آئینہ
کے دیکہے اسواسطے کہ محبوب کو رویت یعنی دیکہنا جمال اپنے
کا آئینہ مین خوشنما معلوم ہوتا ہے اسواسطے پیدا کر دیا عالم کو
درمیان کیفیت خلق کے اور خلق درمیان عالم کے ۔ اسمین خلاف
متقدمین کے دو قول ہین ۔ بعض کہتے ہین وجود اعدام مقیدہ

ممکنہ کو محو نظر ذات کرکے پر تو یعنے سایہ اوسے نور ذات کا مطلق اوپر معدوم ممکنہ کے ڈالا کہ بیچ خارج کے نمایش ہوجاوے پس عدم سے وجود ہوا - اور بعض فرماتے ہین کہ صور علمیہ بعلم قدیم خود کو منظور نظر رکھکر ارادہ اور قصد کیا بنظر مطلق قادر ہونے اپنے کے کہ مثل اونکا یعنے صور علمیہ ذاتیہ کا خارج مین موجود وجود ہوجاوے پس بمقتضاے آیہ شریف اذا اراد شیٔا ان یقول لہ کن فیکون کے خارج مین موجود ہوگیا پس وجود ممکنات کا مماثل تمثال مرات کے ہوا - اسواسطے کہ ناظر جسوقت آیئنہ دیکھتا ہے صورت راے یعنے دیکھنے والے کے درمیان آیئنہ اور دیکھنے والے کے متمثل ہوتے ہے لیکن آیئنہ مین حلول نہین کرتے اسطرحپر صور ممکنات بسبب توجہ حق طرف صور علمیہ ہرفرد افراد عالم سے صورت تمثال آیئنہ کے صورت رکھتا ہے اور موجود حقیقے ایک ذات ہے اور بس پس ہرفرد افراد عالم سے مرات یعنے آیئنہ ہے وجود مطلق کا اور منبع واصل جمیع کائنات کا ہے وہ ہے وجود مطلق پس بیچ ہرشئے اور ذرہ کے ذرات عالم سے پرتو ہے جمیع اشیا کا ارضے ہون خواہ سماوے باعتبار اوسے مراتب کے موجود ہین یہی ہے شئے در شئی یعنے چیز وا ہمہ چیز -

بیان آئینہ ثلاثہ اے عزیز اوسمین اوّل ہے فنا افعال - فنا افعال اوسکو کہتے ہین کہ سالک فعل و افعال اپنے ہون خواہ غیر کے مظہر افعال اوسے واجب الوجود کا جانے اور محرک و محول بھے درمیان جملہ اشیاء کے اوسیکو تصور کرین یہان تک کہ افعال اپنے خواہ دوسرون کے

نظر سالک سے اوٹھہ جاوین بعد اوسکے ہے فنا فی الصفات اسی
طرح صفات سبعہ جو مشہور ہین یعنے علم و قدرت و تکلم و کلام حیات
و ارادت سمع بصر یہ کچھہ ہے مظہر صفات حق کا ہے بعد تکمیل اسکے
مرتبہ قرب نوافل کا ہے اور بعد قرب فرائض کا ۔ یہان سے افنیہ ثلاثہ
تمام ہوئے لیکن واسطے استحکام اس نسبت کے شغل و اشغال قواریہ کہ
بطور اسرار ہین علے الخصوص اس آخر وقت مین جو شیخ وقت
کہلاتے ہین اونکی مثال النادر کالمعدوم کے ہے ۔ چہ جائے کہ
بطور عام کہ جنکو صرف اجازت طریقہ بطور رسم و رواج بالقلب و الفم
ہاتہہ آگئے ہو اون کا کیا کہنا تعداد مریدین ہزار و نیز قطب عالم شیخ الانام
کہلانے کو بجز سجدہ کرانے اور سر پر ہاتہہ رکھنے کے اور کچھہ حس ہے
نہ مس معہذا بفیضان مرشدین طریقت بطور اجمال کہ حیض تحریر مین
لائے جاتے ہین حسب منشا مرقوم الصدر یہ مقام متعلق ہے قلب کے
پس طالب کو جاننا چاہیے اول قلب کا اور تعریف اوسکے قلب ہے یعنی
کل کہ متعلق عالم امر سے ہے وہ محیط ہے اوپر تمام عالم کے اور
جمیع مخلوق و ممکن کو فیض حاصل ہوتا ہے اوسے بقدر وسعت و
گنجائیش اوسکے پس اوس حقیقت جامع کو ایک آفتاب تصور کرکے
اور جملہ ممکنات و موجودات کو قواریر اوس کا گویا کہ محاذات اوسے
آفتاب کے ہین اور تمام قواریر ایک نور اوسے آفتاب سے روشن
ہین اور درمیان اوس آفتاب یا نور کے موجودات و ہمیہ شئی
کہ جنکو تم دیکھتے ہو موجود نہین ہین بجز ایک نور روشن کے ۔ پس
جسطرح یہ نور درمیان عالم کے سارے اور قواریر مین بہی وہے

جارے پس بہ مقتضائے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے نور وجود مطلق
کو جیسے ویسے ہی جمیع افراد ممکنہ مین لامع اور درخشان دیکھنا اسیطرح
وجود غیر حق کو نظر حقیقت سے اوٹھا کر دوسرا کوئے وجود موجود نہ
دیکھنا چاہئے۔

بیان صور متخیلہ واسطے فہم اور احاطہ عملی اور اقربیت حق کی نسبت بعید
مقرر کئے ہین۔ طالب کو چاہئے کہ خود کو تصور کرے کہ اسمین صورت شخصیے
کے تئین ساتھ توحید اور ارادے اپنے کے موجود کیا ہے یعنے جسطرح
نطفہ اور اوسے علقہ اور بعد مضغہ اور اسیطرح آناً فاناً دربیان توجہ
یہ تصور اوس ذات مصور کے جسطرح قوت حقیقے دربیان قوا کے
حاصل ہے یہانتک کہ مرتبہ کمال کو پہونچ جاوے کہ اوس سے نتیجہ اور
نتیجے حاصل ہون اور اوسکو لطفاً بعد لطفاً لسلسلہ تصور کرکے توجہ ساتھ
اجزا ہمہ ممکنات کے مصروف رکھے پس جسطرح صور متخیلہ کو ساتھ صاحب
تصور کے نسبت حاصل ہے ویسے ہی ساتھ ہر جزو اور شے کے
قرب اور احاطہ عملی حاصل ہے اسیطرح پر واجب الوجود کو کہ موصوف
بصفات کمالیہ ہے لہذا اوسکو توجہ اتم احاطہ علمی حقیقے حاصل ہے
بمصداق آیۃ شریف قد احاط اللہ بکل شیئ علما کے مشہور ہے یہ اس
مرتبہ کے سالک کو حاصل ہوتا ہے علم لدن اور کہلتا ہے شرح قدر
اور پہونچتا ہے مرتبہ قطبیت کو۔

بیان مقام وراء الوراء ثم وراء الوراء جسکو صرف تنزیہ کہتے ہین درمیان
بابت مسئلہ ہمہ اوست وغیرہ اور ممکنات کی ایک نوع سے شرکت
خواہ حقیقے ہو یا مجازی پائی جاتی ہے ساتھ وجود واجب کے پس

پس لازمہ واجبیت چاہتا ہے صرف تنزیہہ تمام کو کہ شمول سے
تشبیہات کا نہ ہو چنانچہ بعض اکابر طریقہ نقشبندیہ علاوہ ان کے
اور حضرات بھی جو کہ درجہ اعلے اور ارفع پر ہے نظر اون کے
پہنچتے ہین اوس مقام تک اور تعلیم بھی کرتے ہین اپنے مرید عزیز کو
لیکن ایسے عارف اور اس قدر بلند پرواز نادر الوجود ہین ازانجملہ
اون کے حضرت صاحب قبلہ عالم یعنے والد بزرگوار اس نحیف کے
بعض اوقات صرف سیر تنزیہہ اور مقامات اوسکے من حیث تعلیم
فرمایا کرتے تھے پس طالب کو چاہئے کہ ذات واجب الوجود کو
وراء الوراء ثم وراء الوراء تصور کرے اور جو کچھ کہ درمیان خیال
یا خطرہ کے من حیث تصور یا رنگ دل کے متصور ہو اوس سے
بھی منزہ اور بلندتر جانے اوس ذات واجب الوجود کو یہان تک
کہ مرتبہ تنزیہہ بلا نہایت کے پہونچے جسکو مقام تحیر کہتے ہین لیکن کسی
جگہ قرار نہ پکڑے اور نہ مستقر کرے اسلئے کہ مخلوق و ممکن کو انتہائے
مقام وید ہو سکیگی کہ جسمین شمول سے الوان صفاتیہ کا نہ ہو جسطرح کہ
اوپر کہین بیان ہوا ہے اسکا۔ اسکو مقام ولایت روح کہتے
ہین اور ولایت وحدت صرف اور ولایت تنزیہہ بے جانتے
ہین اسکو یعنے نظر سیر کرکے اور جاکر دید سیر ہو سکیگی مین وجود
جمیع ممکنات و مخلوقات کو نظر سے گرادے یا اوٹھادے اسواسطے
کہ شمول الوان صفاتیہ کا نہ پایا جاسکے کہین سے بجز تنزیہہ فرق اور
تمیز درمیان ان کے یہ ہے کہ مقام ولایت ہمہ اوست کے ہمہ
سے یعنے جمیع ممکنات کو اوست کہتے ہین یعنے جمیع موجودات

اور محسوسات منظور نظر جو کچھ کہ ہے او سکو ادست کہتے ہین اور مقام یا ولایت وراء الوراء مین کہ درجہ اخص و مخصوص ہے وجود کسی شیئے کا اشیاء ممکنہ و موجودہ سے درمیان نظر کے کچھ اعتبار ہے نہین قبول کرتا بہ مقابلہ ذات واجب الوجود کے کہ جسکو یہ صاحب سیر او پر ذات واجب کے حمل کرے یا طرف مقابل اوس کا جانے اور فرق دوسرا یہ ہے کہ اجماع اسمین مقام کا موافق اور براہ شرع شریف آسان تر ہے اور بسبب تکلف بخلاف مسئلہ اوسکے کے درمیان اوسکے اور شرع شریف تکلف ہے اور مشقت زیادہ اگرچہ اکثر اکابر متقدمین کا مسلک اوپر زیادہ رہا ہے اور اب یہ ہے لیکن نظر مین بصیرت ضرور ہے اور حقیقت حال ورنہ مثال آفتاب ساتھ کو اکب کے لیکن چشم کور کو ادست اور اوسکی روشنی سے کیا حصہ جسطرح موتیا بند با وجود ہونے آنکھ کے پہر بہی اندہا سے نور نہین دیکہا ہے احوال مخلوق کا سے ساتھ پیدا کرنے والے اور روزی دینے والے حقیقی اپنے کے ہے

ہر کہ نادیدہ روے او گوید
مشرک باشد وخدا آزار

طریقہ اوراد وظائف کا بعض بشرط زکوۃ بعض بغیر زکوۃ صرف اجازت ہی کافی ہے - اسمین بہی کئی تفصیلین ہین علاوہ خاندان کے بعض حضرات نے وقت ملازمت جو کچہ بہ اجازت اس ضعیف کو بتلایا ہے وہ اسیطرح واسطے افادہ عامہ خاص کے درج رسالہ ہذا کئے گئے تاکہ مخلوق نفع دارین حاصل کرے اس بندہ بے مقدار کو ساتھ

دعاے خیر سے یاد کرے ۔

اول ایک بزرگ کامل نے باسناد صحیح ارشاد فرمایا جو شخص کہ
اس استغفار کو شہر رجب مین ایک ہزار مرتبہ پڑہے حق تعالے
اوسپر آتش دوزخ حرام کرے ۔ استغفر اللہ ذو الجلال والاکرام
من جمیع الذنوب والاثام بعد اسکے اکتالیس اکتالیس مرتبہ یہ دونوں
آیت پڑہے ۔ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو العزیز الحکیم تا آخر سریع الحساب
قل اللہم مالک الملک توتی الملک تا آخر بغیر حساب ۔

دیگر جو شخص کہ سورہ ارایت الذی تا آخر اکتالیس مرتبہ ہر روزہ
پڑہے گا بہت فائدہ اوٹہاوے گا علاوہ اسکے وہ شخص مع متعلقین خود
عذاب بہوک سے امان پاوے گا ۔

دیگر واسطے ابواب کے سورۂ اذا جاء تا آخر ہر روز اکتالیس
مرتبہ مع اول آخر درود شریف کے پڑہے بعد تکمیل ثواب اوپر روح
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پہونچاوے ۔

دیگر سورہ انا اعطینا ہر روزہ ایک سو اکتالیس مرتبہ پڑہے
علے الخصوص واسطے تخریب اعدا کے مجرب ہے ۔

دیگر سورۂ لا ایلف ہر روز ایک سو اکہتر مرتبہ مع درود شریف
پڑہا کرے بالخصوص واسطے خلاصے محبوس نہایت مجرب ہے ۔ واسطے
حصول سعادت دارین کے پنج گنج قادری بدرجہ سریع الاثر
ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا قدیم یا قایم
یا احد یا احد یا صمد یا فرد یا وتر

دیگر بعد نماز پنجگانہ ایک سو ایک مرتبہ یہ مثلث پڑہا کرے واسطے

فلاح کونین یا صمد یا فرد یا وتر۔

دیگر ہر روز یہ سات آیتیں پڑھکر اپنے ہفت اندام پر ملے جملہ آفات ارضی سماوی سے محفوظ رہے قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون ۝

وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ وہو الغفور الرحیم ۝

وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا ویعلم مستقرہا ومستودعہا کل فی کتاب مبین ۝

انی توکلت علی اللہ ربی وربکم ما من دابۃ الا ہو اخذ بناصیتہا ان ربی علی صراط مستقیم ۝ وکاین من دابۃ لا تحمل رزقہا اللہ یرزقہا وایاکم وہو السمیع العلیم ۝

ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ وہو العزیز الحکیم ۝

ولئن سالتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ ۝ قل افرایتم ما تدعون من دون اللہ ان ارادنی اللہ بضر ہل ہن کاشفات ضرہ او ارادنی برحمۃ ہل ہن ممسکات رحمتہ ۝ قل حسبی اللہ ط علیہ یتوکل المتوکلون۔

دیگر واسطے دفع نحوست ستارگان بعد نماز صبح مع بسم اللہ کے سات مرتبہ ہر کلمے یا اللہ یا رحمن یا رحیم یا حی یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام انشاءاللہ صبح اور شام یہ تسبیحات پڑھا کرے افلاس اور وسوسہ شیطانی سے محفوظ رہے سبحان الدایم القایم

سبحان الحی القیوم سبحان اللہ وبحمدہ سبحان الملک القدوس رب الملائکۃ والروح سبحان العلی الاعلی سبحانہ وتعالے عما یشرکون۔

دیگر واسطے قضائے حاجات کے روز جمعہ بعد نماز عصر کے بولے نہین کچہہ کام نہ کرے غروب آفتاب کے وقت ہزار مرتبہ اسماپڑہے رنج وبلاسے خلاص پاوے یا اللہ یا رحمن یا رحیم

دیگر اس دعا مین خواص بہت عمدہ ہین درمیان سنت اور فرض نماز صبح کے اول وآخر درود گیارہ گیارہ مرتبہ اکیس دفعہ پڑہے مع بسم اللہ یا عماد لمن لا عماد لہ ویا ذخر من لا ذخرہ ویا سند من لا سند لہ ویا حرز الضعفاء ویا عظیم الرجاء ویا منجی الغرباء یا مغیث السلکاء یا منقض السلواء یا محسن یا مجمل یا منعم یا مفضل یا اللہ سجدلک سواد اللیل ونور النہار وضوء القمر وشعاع الشمس وحفیف الشجر ودوی الماء وسخور الجبال ودواب البر والبحر اعطنی کل خیر سالہ سائل واجرنے من کل شیئ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دیگر اس آیت مین ۱۹ حرف تہجی ہین ہر حاجت مراد مشکل کے واسطے چالیس روز ہر روز چہل مرتبہ پڑہے درمیان عصر ومغرب کے ان ایام مین خصوصاً نماز پنجگانہ فوت نہ کرے جملہ حاجات بر اوین دوسرے واسطے ہلاک دشمن کے ۹ دن پڑہے ہر روز ۹ مرتبہ۔ تیسرے بہتر ہونے کے واسطے غموم سے اونیس دن ہر روز ۱۹ مرتبہ پڑہے۔ چہارم واسطے وسعت رزق اور تونگری اپنے کے دس روز ہر روزہ دس مرتبہ پڑہے پانچوین واسطے

دفع درد سر کے سات بار پڑہکر دم کرے صحت پاوے جیٹے واسطے
رفع جزام کے تین دن لکھکر کہلاوے یا دم کرے واسطے حفظ
مال اور اولاد اپنے کے پانچ مرتبہ ہر روز پڑہے حق تعالے کے
امان مین رہے۔ آٹھوین بہ مقابلہ دشمن ہزار در ہزار کے سبھے
ایک بار پڑہے اپنے اوپر دم کرے دشمن مقہور اور دفع ہووینا
شروع عمل کے وقت ایک یتیم لڑکا اور ایک یتیم لڑکی کو کہانا
اور تن پوشش کپڑا دے چکا ہو۔ اور وقت حصول مراد کے
گیارہ مسکینون کو کہانا کپڑا دیوے آیۃ شریف یہ ہے۔
ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا یغشی طائفۃ منکم و طائفۃ قد
اہمتہم انفسہم یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاہلیۃ ط یقولون ہل لنا
من الامر من شئ ط قل ان الامر کلہ للہ یخفون فی انفسہم ما لا یبدون
لک ط یقولون لو کان لنا من الامر شئ ما قتلنا ہہنا قل لو کنتم
فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم ولیبتلی اللہ
ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم و اللہ علیم بذات الصدور۔
دیگر وقت خواب شب یہ دعا پڑہے یا لکھکر ہر دم اپنے
ساتھ رکھے عمر اوسکی زیادہ ہووے افتح لنا ابواب الرحمۃ
والدولۃ والسعادۃ والسلامۃ والمغفرۃ والعافیۃ والامن والامان
یاحنان یامنان یاسبحان یا الہ العالمین یاخیر الناصرین برحمتک
یا ارحم الراحمین۔
دیگر۔ بعد نماز پنجگانہ یہ پڑہا کرے کشائش علم ہو امام اعظم
رحمۃ اللہ نے فرمایا مجھے کشائش علم اس دعا سے ہوئی۔

یا محول الحول والاحوال حول حالنا علے احسن الحال یا حی یا قیوم
یا لا الہ الا انت اسئلک بنور وجہک ونور معرفتک ونور محمد
یا کہیعص یا حم عسق یا حی یا قیوم یا ذوالجلال یا شفیق یا رفیق
انت ربی علے التحقیق فرج علے المضیق وصلے اللہ علے محمد والہ
اجمعین الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا ؀

دیگر دفع اور تسخیر اعدا کے یہ دعا دو بکرہ نر یا مادہ کے کان
مین پڑہکر پہونکے اور موافق اوسکے پکاوے شب کو مسکین اور مستحقین
کو کہلاوے اور باوضو سوجاوے - بعد نماز صبح یہ دعا سات مرتبہ
پڑہے اوّل وآخر گیارہ گیارہ دفعہ درود پڑہے - دعا یہ ہے
اللہم سخر لی اعدائی کما سخرت الریح سلیمان بن داؤد علیہما السلام
ولینہم کما لینت الحدید لداود علیہ السلام وذللہم کما قہرت
اباجہل لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم بحق کہیعص وبحق حم عسق صم
بکم عمی فہم لا یرجعون ایاک نعبد وایاک نستعین وصلے اللہ
علے محمد والہ اجمعین -

دیگر اگر کوئی بیمار سخت ہو یا کسی غم یا مصیبت مین مبتلا نہایت
لاچار ہوجاوے کہ اکیس بچہ معصوم اور یتیمون کو شیرینی یا کہانا کپڑا
دیکر راضی کرے اور اپنے ہمراہ لے اور خالی مکان مین جو مجمع عوام
واغیار سے الگ ہو قبل نماز صبح کے بیٹھے سات مرتبہ درود شریف
پڑہکر یہ اسم آہستہ سو مرتبہ پڑہے سہل بفضلک یا عزیز جب صدی
پورے ہوجاوے تو بچون کو اشارہ کرے وہ سب لفظ آمین باواز
کہین پہر سو مرتبہ آہستہ پڑہے اور بچون حاضرین کو اشارہ کرے

و آمین بالجہر پکارین ایسے ہی دس مرتبہ معصومین سے آمین کہلاوے اور اسم کو ہزار مرتبہ پڑہکے پورا کرکے سات دفعہ درود پڑہے اور سر بسجدہ ہوکر دعائے مقصود جناب بارے عز اسمہ سے طلب کرے پہر سر اوٹہاکر دعا مانگے اور آمین حاضرین اطفال سے کہلاوے اور شیرنی سب لوگون کو تقسیم کرے۔

دیگر دعا جس سے حضرت عیسے علیہ السلام مردہ کو زندہ کرتے تھے واسطے ہر حاجت کے صبح کے نماز کے بعد مصلے پر بیٹہا رہے توجہ قبلہ سے رو اور سینہ پہ پہیرے اکیس اکیس مرتبہ درود شریف اول وآخر پڑہے درمیان مین بسم اللہ پڑہکر یہ کہے سو مرتبہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا قدیم یا دایم یا فرد یا وتر یا قدیر یا احد یا صمد یا حی یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام۔ پہر دعائے حاجت مانگے بعد حصول مراد ایک من غلہ یا کہانا مساکین مستحقین کو تقسیم کرے اور ثواب اوسکا اوپر روح مبارک حضرت عیسے علی نبینا علیہ السلام کے پہونچاوے۔

دیگر شیخ علاء الدین سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ جس کسیکو مہم پیش آوے ان اسماء کو چار مرتبہ پڑہے ایک رجال الغیب تشریف لاوین ظاہر یا خفیہ اور مہم اوسکے کفایت کرین اور اسماء اربعہ یہ ہین

یا رقبا یا نقبا یا نجبا یا غوث اغیثونی رحمکم اللہ۔ ترکیب پڑہنے کی یہ ہے کہ بعد نماز عشا سات مرتبہ درود پڑہکر ایک پانو سے باوضو قبلہ رو کہڑا ہوکر چار سو مرتبہ یہ اسما پڑہے اور باوضو

پاک بستر پر خواب کرے دس روز عمل مین لاوے۔

دیگر حضرت یوسف علیہ السلام جب چاہ مین ڈالے گئے تو یہ حضرت جبرئیل نے اونکو سکھائی بہ برکت اسکے خلاصے پاکر دولت دارین کو پہونچے ترکیب یہ ہے آخر شب قبل صبح صادق کے بعد وضو چار رکعت یا آٹھہ یا بارہ رکعت نماز ادا کرے اور گیارہ مرتبہ درود شریف بروح جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پہونچاوے رو بقبلہ خشوع کے ساتھہ پڑہے۔ یا کاشف کل مرتبہ یا مجیب کل دعوت یا مونس کل وحید یا صاحب کل قریب لا الہ انت سبحانک اجعل لے فرجا مخرجا برحمتک یا ارحم الراحمین اکتالیس مرتبہ اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑہکر قضائے حاجت عسکے بعد عا حضرت ذوالجلال سے مانگے اکیس روز یہ عمل کرے اور بعد حصول مراد خاص سات سیر کہانا مستحقین کو کہلاوے اور ثواب اوسکا بروح حضرت یوسف علیہ السلام کو بخشے۔ علاوہ تسکل اور مہم خاص کے مزاولت اسکی مفید ہے خلاص عموم والام و افکار کے واسطے ہر نماز پنجگانہ کے بعد تین مرتبہ پڑہا کرے۔

دیگر بعد نماز ظہر کے اسم یا وہاب یا قیوم ایک سو ستر بار با طہارت مستقبل قبلہ بیٹھکر تین تین مرتبہ اوّل و آخر درود شریف پڑہکر پڑہے۔ درمیان مین بولے ہنہیا موکل یا وہاب کا یار قتائیل ہے اور موکل یا قیوم کا یا عطرائیل ہے بعد اتمام اسم کے تین مرتبہ یا سات مرتبہ اسطرح پڑہے کہ یار قتائیل یا عطرائیل بحق یا وہاب یا قیوم اشفوانی قضاء حاجتی مطالب دارین حاصل

ہوں۔

دیگر حدیث شریف میں آیا ہے کہ جسکو مہم مطلب پیش آوے کہ اوسمیں عاجز ہو اوسکو چاہیئے کہ تازہ وضو کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے روبقبلہ بیٹھکر اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ اور دو مرتبہ بسم اللہ سے کہے پھر سر کو سجدہ میں رکھے اور حاجت مانگے البتہ روا ہوگی بعد اوسکے یہ دعا پڑھے سبحان الدائم القائم سبحان الحی القیوم سبحان الملک القدوس سبحان رب الملائکۃ والروح سبحان اللہ وبحمدہ سبحان العلی الاعلی سبحانہ تعالے۔

دیگر فتح ونصرت وظفر ودفع جمیع مہمات وحاجات وامور عظیمہ کے ختم یالطیف کا اثر کمال رکھتا ہے ترکیب بارہ شب ہرشب بعد نماز عشا سترہ ہزار مرتبہ کہے یالطیف اور بعد ہرہزار مرتبہ کے یہ دعا پڑھے اور حاجت اپنے طلب کرے انشاء اللہ تعالے بمطلب پر آوے۔ اللھم صلے علے نبیک محمدن الذی ملات قلبہ من جلالک وعینہ من جمالک وبارک وسلم اللھم انی اسئلک باسمک اللطیف اللطیف یالطیف یالطیف یامن وسع لطفہ اہل السموات والارضین اسئلک ان تلطف بی من خفی اخفے خفے لطفک الخفی الخفی الخفی الذی اذا لطفت بہ لاحد من عبادک کفے فانک قلت وقولک الحق المبین اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء وہو القوی العزیز الطفنی اللھم من لطفک الخفی یاخفی الالطاف نجنی مما اخاف ط

دیگر بعد نماز تہجد پچیس مرتبہ پڑہے کہتا ہے تقیل قرض ہو

بفضلہ تعالے اداہو جاوے اور بہت مخلوق اسکے رجوع اور
محتاج رہے نام اس دعا کا کبیس الدرہم ہے لا الہ الا اللہ واللہ
اکبر کبیراً وسبحان اللہ والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ
واصیلا ـ
دیگو بعد نماز عصر ایک مرتبہ پڑہا کرے قل اللہم مالک الملک
بغیر حساب تک پہر کہے رحمن الدنیا والاخرہ ورحیمہا تعطے
منہما ماتشاء وتمنع منہما ماتشاء اقض عن دینی بفضل ایزدی
قرضہ اداہو وے ـ
دیگو واسطے حل مشکلات کے بعد نماز تہجد ہر شب سو مرتبہ
پڑہے یا فتاح ـ
دیگو واسطے رفع غم کے اسم یا وکیل ہر رات کو سو دفعہ
پڑہے ـ
دیگو واسطے دفع مشقت غم وکدورت ومحنت اور واسطے
حصول مقاصد ہر روز بہتر مرتبہ یہ دعا پڑہے یا شفیق یا رفیق
نجنا من کل ضیق اور بہتر مرتبہ یہ آیت پڑہے ومن یتق اللہ
یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ہ ومن یتوکل علے اللہ
فہو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ ط قد جعل اللہ لکل شئے قدراً
دیگو واسطے فراخے رزق کے سورہ ارایت الذی آخر
تک اکتالیس مرتبہ پڑہے ـ
دیگو اول وآخر درود گیارہ گیارہ مرتبہ نماز عشا کے بعد یہ
آیت ایک ہزار چار سو ننانوے مرتبہ پڑہے ضرور غنی مالدار

ہوجاوے سلامٌ قولاً من رب الرحیم۔

دیگر کوئی مہم پیش آوے تو اوّل شب سات سکینون کو کہانا کہلاوے اور ثواب اوسکا بروح حضرت علے کرم اللہ وجہ ایصال کرے اور آخر شب اکیلے مکان مین بعد وضو دو رکعت نماز ادا کرے بعد کو سجدہ مین جاوے اور کہے لبیک انت الذی قلت قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا فیا من یملک کشف الضر عنا و تحویلہ اکشف ما بنا فورا مشکل آسان ہو اور مہم کفایت کرے۔ بعد حصول مراد ایک سیر طعام محتاج کو دے اور ثواب حضرت نظام الدین نیشاپوری قدس اللہ سرہ کے روح کو پہونچا دے۔

دیگر درمیان سنت اور فرض نماز عشا کے چار رکعت سنت کے بعد اور فرض سے پہلے سات سو مرتبہ پڑہے یاحی حین لاحی ویاحی محی الموتیٰ ویاحی لا الہ الا انت پہر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑہے اور دعا مانگے بفضلہ تعالے مطلب برآر ہو۔ بعد کامیابی کے سوا سیر کہانے کا ثواب جناب علے کرم اللہ وجہ کو بخشے۔

دیگر اگر کسیکو مصیبت پیش آوے تو نصف شب اکیلے مکان مین باوضو سجدہ کرے اور کہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء سات مرتبہ پہر دعائے حاجت مانگے۔

دیگر کشود مہم کے واسطے اول شب مین مسکینون کو کہانا کہلاوے مع فاتحہ کے ثواب اوسکا حضرت یونس علیہ السلام

کے روح مبارک کو بخشے اور نصف شب سر برہنہ با وضو اوّل وآخر
درود سات سات مرتبہ پڑہے اور سو مرتبہ کہے یا حین لا حی
ویا حی محی الموتے ویا حے لا الہ الا انت۔ اللہ تعالے مہم فتح کرے
واسطے مریض کا علاج کے مجرب ہے چاہئے کہ ایک بز غالہ جوان
لیکر سورہ والصافات تین مرتبہ پڑہکر سیدہی کان مین اس بز غالہ
کے پہونکے پہر دوبارہ پڑہکر اور پہونک کر اس بکرے کو مریض کے گرد
پہراوے پانچ یا تین مرتبہ پہر اکر قربانے کرکے گیارہ یا سترہ حصے
گوشت کے مع کہال سرے وغیرہ کے نقد فی حصہ ایک آنہ رکہکر تمام
محتاجین نمازے اور صالح اہل حاجت کو تقسیم کردے انشاء اللہ
تعالے صحت حاصل ہوگے۔

طریقہ دوسرا واسطے صحت مریض کے سات مرد مسلمان ایک ہفتہ تک
بالمرتبہ سورہ فاتحہ گرد مریض پڑہواوے ہر شخص سات سات مرتبہ
پڑہکر مریض پہ دم کرین روزانہ پڑہنے والون کو سیر برنج حضرت
علے کرم اللہ وجہہ کے فاتحہ دلواکر کہلائے انشاء اللہ تعالے فضل
ہوگا۔

تیسرا طریقہ بعد نماز مغرب سرہانے مریض کے کہڑا ہوکر اسم یا سلام
اوّل وآخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑہکر گیارہ سو مرتبہ یاسلام
پڑہکر دم کرے بفضل ایزدے صحت ہوگے بعد صحت تین سکین کو
کہانا کہلاوے۔

واسطے قضائے حاجت کے آیۃ شریف رب انی مغلوب فانتصر اوّل
آخر اکتیس بالمرتبہ درود شریف پڑہکر پانسو مرتبہ روزانہ پڑہتا رہے

مطلب حاصل ہوگا۔

طریقہ دوسرا واسطے تقاضاے حاجت کے آیۃ شریف امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء موافق طریقۂ اوپر کے عمل کرے واسطے نفع دنیاوی کے۔ بسم اللہ کو جسقدر اسکے عدد ہین اوسیقدر ہی درود شریف کے روزانہ ورد کرے مفید ہوگا۔ واسطے امر اہم اور سخت مشکل کے ختم سوالاکھہ اسم ذات لکھکر آرد گندم مین گولیان بناکر روزانہ دریا مین مچھلیون کو کھلایا کرے اگر بہت جلد سے نہو تو پانچ یا سات آدمی مقرر کرکے چالیس روز مین سوالاکھہ پورا کرائے اگر جلد سے منظور ہو اور آدمی زیادہ کرکے اکیس روز مین ختم پورا کرادے انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔

طریقہ دوسرا نہایت مجرب اور سریع الاثر ختم آیۃ کریمہ چند اشخاص مقرر کرکے وقت معینہ مقررہ پر واسطے جس مطلب کے شروع کرے انشاء اللہ مطلب حاصل ہوگا۔ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔

طریقہ دوسرا آیۃ کریمہ کا مجرب مثل تیر بہ ہدف روزمرہ علیحدہ مکان مین یا مسجد مین یا جنگل مین با طہارت کاملہ مع شیرینی وغیرہ کے ۱۲۵۰ سو مرتبہ مع اول و آخر درود شریف کے پڑہا کرے انشاء اللہ کامیاب ہوگا لیکن وعدہ جلد سے نہو سوے کہ شرائط اوسکے سخت مشکل ہین۔

طریقہ تیسرا آیۃ کریمہ علیحدہ مکان مین کہ باطہارت ہو کر اندہیرا ہو اکتالیس مرتبہ درود اول آخر ایک جام آب سرد کا

پہر کرا پنے سامنے رکہلے جبوقت ایک سو تمام کرے تتصور یونس علیہ السلام کرآپ شکم ماہے مین گرفتار تھے پہر خداوند عالم نے جسطرح اون کو اوس سے نکالا ویساہے مجھکو ورجہ استجابت امین قبول کرکے یہ خیال کرے اوس جام مین ہاتہ بہگا کر اپنے منہ پر پہرا لیوے اسیطرح بارہ سو مرتبہ ہر روز تا کشود کچہ تبار رہے اگر کچہ عجائبات نظر اوین ہر شخص سے بیان اوس کا نہ کرے البتہ کسی نیک اطوار صاحب ہون اونسے دریافت کرلے ہنگام ورد مین ضرور ہے کہ کہانا تین چار مسکین کو کہلاتا رہے بہ نیت دعوت موکلات واسطے ہر مشکل سے علی الخصوص رہاے محبوس کے واسطے مجرب وآزمودہ اس نحیف کا ہے اللہ الصمدی یامحمد مددے اسکو سوا لاکہہ تنہا ممکن ہو خواہ چند اشخاص جمع ہوکر لیکن نیک ہون تمام کرین انشاء اللہ تعالے بالضرور فتح ہوگے قبل شروع اور درمیان مین بہے خیرات فی سبیل اللہ ضرور ہے از قسم طعام وپارچہ ونقد جو کچہ جسطرح میسرآوے واسطے افتتاح دارین کے ورد سورہ اخلاص کا ممکن ہو بہت ہے موثر اور میرے ورد مین ہے علی الخصوص اسم پاک اللہ الصمد بہت تاثیرات تجربہ مین آے لیکن بشرائط جلاے ہوجاتا ہے ہر شخص لبنیہ اہتمام نہین پڑہ سکتا بلا قید بہتر ہے ورد سورہ فاتحہ شریف بہت ہے مجرب ہے بعد مراولت چندے خود ہے ایک اثر پیدا ہوتا ہے کہ جبسے کاتب نے اکثر سانپ کو چہاڑا اور اثر صحت ظاہر ہوا اور فوائد دنیوے بہت دیکھے۔ لفظ الرحمن الرحیم کو

کو تین مرتبہ تکرار کرے ہر مرتبہ واسطے حصول مدعا کے خوب ہے اور
دوسرے اشخاص کو اپنے اجازت سے پڑہوایا موثر پایا آیتہ شریف
فستجبنا لہ ونجیناہ من الغم وکذلک ننجی المؤمنین اوسکو باطہارت
کاملہ گیارہ سو گیارہ مرتبہ مع اول وآخر درود شریف کہ ضرورے ہے
علیحدہ مکان مین پڑہا کرے البتہ ناجائز سے احتراز ضرورے ہے
واسطے صحت مریض کے اگر سات سلام جو قران شریف مین ہین اونکا
ورد بہت مجرب ہے لیکن ہر روز بطور زکوۃ فاتحہ کسے کہانے پر
ضرورے ہے اور تقسیم اوسکے جسقدر کر سکتا ہے۔ چہل کاف اگرچہ
اسم جلالے ہے لیکن یون بہے ورد اسکا بہت ہی بہتر ہے۔ اگر
روغن خوشبو پر اسکو پڑہکر دم کرے اکتالیس مرتبہ آسیب کسے
قسم کا ہو مالش اوس روغن سے دفع ہوجاتا ہے بفضلہ تعالے
اگرچہ اعمال نوالے بہت زیادہ ہین لیکن فرصت اور گنجایش کتاب
مین نہین لہذا تمام کئے جاتے ہین۔
اعمال شروطے زکوۃ دعاے حزب البحر وحزب النصر وسورۃ
یسین شریف بترکیب قلب القران ودعاے قلندریہ ودعاے سیف الرحمن
کہ مجموعہ ہے اکثر مثل حیدرے وبشمع ودعاے امیرین وغیرہ وغیرہ
اولا زکوۃ سورہ حشر کے کہ واسطے اعمال کے گو بنیاد وہ ہے
سبے بعد حرف تہجی بعد اسکے اسماے موکلات ورجال الغیب
وغیرہ اوسمین سبھے مراتب ودرجات حرف ایک ہے جلیہ کرسنے
سے زکوۃ پورے نہین ہوسنے تا وقتیکہ جسقدر مراتب ومدارج
اوسکے ہین وہ باشرایط نہ ادا ہون عشر وعشرین قفل واوتاد

وتندیہ ہے وجوہات ہین اثرہین کمی ہونے کے اور اجازت صحیحہ دوسرے صدق مقال واکل حلال کہ جیکے اوّل درجہ کے ضرورت ہے وہ ہے مفقود جاسے پاک وجامہ پاک بہتر طریقہ حضرات شاغلین کا ہے کہ بجز اللہ اللہ سے لینے ذکر و فکر صرف بطور ورد کے اوراد ہی خواہ سورہ اوسکا پڑہ لینا بوجہ تزکیہ اور تصفیہ کے اسقدر وردوا ہے بہت کانے ہوتا ہے یہ امر بدیہی ہے کہ قوت زیادہ ہے شاغلین کے اہل عزیمت سے ۔ بجز یہ نحیف تو یہ ہے کہ بجز تلاوت قران شریف یا نماز پنجگانہ سواسے مشغولے باطن کہ جسطرح فرصت و موقع دے بعد اوسکے ورد حزب البحر و لیٰسین شریف بطور قلب القران آیتہ شریف لقد جاءکم دوسرے آیتہ ومن یتق اللہ یجعل لہ الخ سورہ اذا جاء سورہ انا اعطینا سورہ اخلاص چہل اسماء وغیرے چیزے کچہہ اور بھے صرف درود شریف شبانہ روز اسے کا ورد ہے جسقدر ہوسکے اسمین کوشش ہے ۔ مثال

ہر مرض کے دوا درود شریف
دافع ہر بلا ورود شریف

چند سوال وجواب بطور آزادے کہ بعض اشخاص سے ہوئے ہین واسطے ملاحظہ ناظرین کے کہ اوس سے پختگی حاصل ہوتے ہی اور نیز مضبوطے عقائد کے درج کئے جاتے ہین ۔
اے برادران دینے ومحبان یقینے جانو اور آگاہ ہو کہ مسلمان کے واسطے ایک کلمہ طیبہ اوپر تمامے اشغال و حرکات

و سکتا ہے کہ کا منے اور واسطے ہے بلا شک و شبہ واسطے حصول بہشت اور نجات ہونے عاقبت کے جسطرح حدیث شریف مین وارد ہے من قال لا اله الا الله بلا حساب تدخل الجنة اگر وقت مرنے کے مقر ہے اس کلمہ کے جسطرح کہ چاہئے یعنے جاننا توحید کا اور تصدیق بہ مصداق لا نفرق بین احد من الرسله و فی انفسکم افلا تبصرون کے یعنے فرق اور میان ذات انسان کے ہے باعتبار صفات

سوال کلمہ طیبہ واحد ہے جو وقت انسان مرتا ہے الله برابر جان کے جانتا ہے اور رسول برابر تن انسان کے۔

جواب کلمہ واحد ہے صاحب اجزا اور ہر اجزا باعتبار رتبا جیب اپنے کے جا گزین ہین۔ چونکہ الله اسم ذات ہے جملہ اسماے صفاتیہ سے اعلے اور برتر ہے علے ہذا القیاس جان سب جملہ اجزاے بدنیہ سے افضل و اعلے تر محمد رسول الله اسم وجود سے تنزل اول یعنے وجود محمد آراستہ کیا گیا ہے اربع عناصر سے یعنے خاک باد اب آتش بدین صنعت کہ باہمہ تفاوت و تغایر باعتبار ثقل و خفت و کثافت و لطافت ان عناصر مین جز و سے ہے جسم اطہر معتدل حقیقے بنایا گیا یعنے باہمہ اختلاف کیفیات عناصر آپ کے باہم اتحاد اور تساوے نام رکھتے ہین مزاج اقدس معتدل حقیقے رہا اسی وجہ سے معجزانہ صفت بعید اور بصارت بن ورار جدار و نگاہ از پشت و در دیکھنا لکڑ کا شریف سے وغیرہ وغیرہ حضرت کے ملکہ اور سب کا ظہور مین آتے رہتے باتے سے نوع کے مزاج

بحالت صحت معتدل مجازے رہتے ہین اور اخلا[illegible] کے معنی
مین علالت اور اختلاف وعناد کی حالت مین نه [illegible] اختیار
کرتے ہین چنانچہ مسئلہ طب اس امر کا شاہد ہے [illegible] مزاج
انسان معتدل حقیقے ہوہے نہین سکتا صحت کے [illegible] مین مجازا
اوسکو معتدل کہتے ہین - برین تقریر حیات و [illegible] حضرت
کے اورون کے بقا اور فنا کے نشابہ نه رہے [illegible] حیات النبی
ہین باقے سب منتقل اور میت البتہ من حیث [illegible] جملہ اجسام
وعناصر کو ایک لگاؤ اور تعلق مشابہت اوس [illegible] معتدل
حقیقے سے ہے پس مرنے جینے سے آگے سلسلہ [illegible] باقے
سینے نوع بشر مذکور مراد ہوسکے نه اوس ذات پاک [illegible] -

سوال جبوقت مسلمان مرتا ہے روح او[illegible] آسمان پر
لیجاتے ہین یا کسے دوسرے جگہ -

جواب بلکہ بالاتر اوس سے چنانچہ بقول دلیل [illegible] ہے
الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب -

سوال خدا ذات کہنا چاہیے یا نہین -

جواب چاہئے کہنا جسطرح قرآن شریف مین [illegible] ہے
الله لا اله هو الحی القیوم -

سوال اگر کوئے استفسار کرے کہ خدا کہا [illegible]

جواب دربیان ذات آدم کے بمصداق آ[illegible] فی انفسکم
افلا تبصرون - اللہ جل شانہ نہا دربیان گنج مخفی [illegible] اسم حد
ذات تھے اوسکے جبوقت چاہا او سنے کہ اظہار [illegible] کے

جلوہ اور شیونات صفاتیہ خود ہے ملاخطہ کرکے درمیان اسم احد ثبت کرکے احمد اور بہ مصداق حدیث انا نور من اللہ ظہور وجود حقیقت محمدی چونکہ احد اور احمد مین محبت ذاتی ہے اور ظہور وجود مین حقیقت محمدی باعتبار اوسکے دو صفات خلق کے فرشتہ جمال سے اور انسان پہر دوبارہ شان جلال سے دم کن فیکون پر لایا تمامے جہان پیدا ہو گیا اور اثر کن فیکون کا تا فردا سے قیامت رہیگا مثال جسطرح کوئے انسان بیچ گنبد کے نعرہ مارے اوسمین ایک دوسرے آواز پیدا ہوتے ہے اور پہر فنا ہوجاتے ہے وجود آدم کو اربع عناصر سے تیار کرکے خلعت لباس باسماے صفاتیہ عطا فرماکر ساتہہ وانی جاعل فے الارض خلیفہ کے نام نہاد کیا اور سکے صفات اپنے درمیان ذات آدم کے وقت مقررہ ومعینہ تک یعنے سمع بصر علم کلام قدرت وارادہ بس مراتب خلافت پورے کروائے گئے اور آدم بلطافت جسمے جملہ صفات سے مزین ومنور کیا گیا درمیان ہر ذات ظاہر اور باطن از سرتا پاے ناخن سراسر مظہر ہے اوسے قادر مطلق کا۔

سوال خدا درمیان ذات انسان کہنا چاہیے یا نہین۔

جواب جسطرح آئینہ مین عکس یعنے پرچھائین منہ کے نمودار ہوتے ہے اور بیچ ظاہر اوسکے عکس حقیقے دکہائی دیتا ہے حالانکہ باطن مین وہ دونون ایک ہی ہین نظر اوپر حقیقت شئے چاہیے کرنا مثال شعر

گفتا بصورت ارچہ من اولاد آدمم ازروی مرتبہ بہ ہمہ حال برترم

چون بنگرم در آئینہ عکس جمال خویش — گردد ہمہ جہان بحقیقت مصور م
خورشید آسمان ظہورم عجب مدار — در ذات کائنات اگر گشت ظاہرم

سوال جو کچھ صفات کہ بیچ خدا کے ہیں وہ جملہ بیچ ذات آدم کے موجود ہیں پس آدم کو خدا کہنا چاہئیے یا نہیں۔

جواب نہ عین خدا کہنا نہ غیر چنانچہ لفظ در معنے ومعنے در لفظ حالانکہ وہ عین لفظ ہانہیں ہے لیکن معنے بغیر لفظ کے ممکن نہیں خلاصہ وہ آدم کا قدیم ہے اور ہمیشہ رہے گا اور قالب یعنے جسد فنا پذیر ہے اعتبار اوپر بطون یعنے حقیقت آدم کے چاہئیے کرنا کہ عالم ارواح ہے چنانچہ بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ ارواح میں لاہنا لا یموت ولا تعذب موافق آیتہ شریف وہو معکم اینما کنتم۔ عارفون نے آدم کو بنظر حقیقت اسکے یا من حیث اپنے دید کے خدا کہا ہے اور کہتے ہیں بلکہ لازم اور ضرور ہے کہ بیچ ہر وقت کے اسم ذات کو مع صفات سیر عروج اور نزول میں مشاہدہ اور ملاحظہ کرتا رہے یہ ہے وحدت میں کثرت اور ایسے ہے سیر سلوک میں۔

سوال خدا کے تئیں صورت چاہئیے کہنا یا نہیں۔

جواب کہنا چاہیے۔

سوال خدا کو مختص ساتھہ کیسے صورت کے چاہئیے کرنا۔

جواب خاص بصورت اس ہے آدم کے۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے ان اللہ خلق ادم علے صورتہ۔ یعنے علے صفتہ پس جاننا چاہئیے کہ صورت سے مراد خاص یہ صورت ہانہیں ہے بقول حضرت شیخ اوحد شیخ کے جسطرح کہ انسان اسمیں نہیں ہے بلکہ وہ انسان معنا ہے

دنیا ہے بیچ ملاحت کے جہ اللہ تعالے منزہ ہے نقصان سے۔

سوال مسلمان مومنون کو بعد موت کے اللہ تعالے سے ملاقات ہوگے یا نہین اور ملاقات ہونے سے خوشی اور مسرت حاصل ہوگے یا کیا۔

جواب جو شخص کہ دنیا مین ساتھہ خدا کے دلبستگی رکھتا ہوگا۔ اور دایمی اوسکے یاد مین اور اطاعت مین یعنے مشغول بالتوحید رہا ہوگا اوسکو البتہ کمال خوشی فرحت انبساط حاصل ہوگے اور جسکو کہ دنیا مین صرف کھاگا ہے خدا کہنے کے سوا عبادت اطاعت سے غرض نہ رہے ہوگے اوسکو خوشی ہے نہ غم عذاب ہے نہ ثواب لیکن اسقدر ہوگا کہ کوئی اپنے بھولے ہوئے پچھلے والن بینا رنج الگیا۔

سوال کافرون کو دیدار خدا کا ہے یا نہین۔

جواب کافر بھی اولاد آدم ہے اور خدا کریم ہے جو اوسکی مصلحت جانے کرے۔

سوال جب کچھہ نہ تھا ارض و سما عرش و کرسی شمس و قمر نہ خوق ؟ الایام یاد نہ نسیان وصل نہ فراق لیس اوسکا ذات تعالے کسطرح تھا۔

جواب وہ خود بخود تھا اوس حد پر کہ کوئی صفات نہ تھے اپنی خبر رکھتا تھا نہ غیر کے۔

سوال کیون خبر نہین رکھتا تھا۔

جواب اسواسطے نہین رکھتا تھا کہ خبر اور آگاہ ہے متعلق ہین

ساتھ صفات کے درمیان اس مرتبہ کے مشغول تہا اور ہے کہ کسی صفت کو صفات سے گنجایش ہے نہین پس جسوقت کہ گنجایش صفات کو نہین ہے خبر رکہنا بہے ممکن نہین ہے۔

سوال صفات قدیم ہین یا جدید۔

جواب قدیم ہین لیکن ظہور اونکا درمیان حجاب کے مخفے جسطرح شراب انگور مین اور عطر پہول مین۔

سوال نام اس مرتبہ کا کیا ہے۔

جواب غیب ہویت کہتے ہین۔

سوال معنے غیب ہویت کے کیا ہین۔

جواب غیبیت غیب معنے ہویت ذات حق یعنے ذات بیچ اس مرتبہ کے غیب ہے۔

سوال کیون غیب ہے۔

جواب حضور سے مطلق صفات کے حجاب ہے جسوقت کہ صفات مخفی ہے ذات غیب ہے یعنے مخفے ہے۔

سوال پہلے کچہہ نہ تہا وہ خود بے خود تہا پس ظہور اس عالم کا کسطرح پر ہوا۔

جواب جسوقت اوس تقدس تعالے کو ظہور صفات منظور نظر ہوا باشارہ کن نور سے نقطہ کن اور اوس سے یہ بہرم جال پہیلایا۔

تمم

بیان مختصر احوال خاندان محمدیہ احمدیہ

چونکہ یہ خاندان بعد تغیر و تبدل زمانہ مدینہ منورہ سے شہر ترمذ وہاں سے
دار الریاست غزنی وہاں سے ہند ملک پنجاب شہر سوانہ کہ
حضرت سید زاہد بمقابلہ راجہ قصبہ ہذا شہید ہوئے بعدہ اولاد
و اخلاف آنحضرت خاص شہر لاہور محلہ چہل بی بی جہاں حضرت سید
السید بخش کا مزار مقدس ہے مقیم رہے وہاں سے قصبہ جالندہر میں
بہ منصب و جاگیر و نیز خدمت افتا وغیرہ شاہ دہلی نے روک لیا یہاں چند
پشت قیام رہا۔ حضرت سید ابو سعید دانشمند جن پر کیفیات جذبہ
غالب تھے دفعتاً صاحبزادہ میر سید محمد صاحب کو بعمر ہشت سالگی
بیعت و اجازت خاندانی سے مشرف فرما کر بطور سیاحت و سیر
ملک و کشور اگر مفقود الخبر ہو گئے۔ حضرت میر سید محمد صاحب موصوف
کو ابتدا سے شوق علم سینہ میں موجزن تھا اور وہاں اسباب
کامیابی مفقود و چونکہ ماموں صاحب آپ کے شہر کالپی میں
جو اوس وقت دار الریاست تھا بعہدہ افتا و قضا پر مامور تھے
لہذا بغرض حصول علم حضرت معظم الیہ وہاں تشریف لائے معلوم
ہوا کہ یہاں ایک بزرگ جامع علوم ظاہری و باطنی اولیا و
باالفضل مولانا شیخ جمال اودنیار قصبہ کوڑا جہان آباد میں کہ اب
ضلع فتحپور ہے اور کالپی سے بفاصلہ بیست کروہ
واقع ہے تشریف رکھتے ہیں۔ وہاں خدمت بابرکت حضرت

حضرت شیخ کے حاضر ہوکر اول علم ظاہر حاصل کر کے بعد دستار بندی کے جو دستور علما کا ہے بلحاظ اسکی کہ بیعت خاندانی صغر سنی میں ہوئے تھے طریقۂ چشتیہ نظامیہ میں مرید ہوکر کسب و ریاضت میں مشغول ہوئے بعمر بائیس سال خلافت اور تبرک حضرت خواجگان سے جو علی التسلسل چلے آتے تھے مشرف ہوئے لیکن وقت اجازت قیام کا پیے حضرت شیخ نے بزبان الہام بیان فرمادیا تہا کہ و اسمٰن سید درانہے کسے دوسرے جا بیے پر ہوگا۔ یہان اسیقدر آپ کا حصہ تہا وہان سے رخصت ہوکر ثانیاً حضرت سیدنا امیر ابوالعلا اکبرآبادی سے خلافت حاصل کے اور ایک گوشہ صحرائے پر فضا کا پیے شریف میں جہان اب خانقاہ حضرت معظم الیہ بنام مدرسہ مشہور ہے مسند ارشاد وسادہ ولایت ہوئے از آن زمان تا این زمان سلسلہ جدیٗ نسباً و دیگر بطریقہ خلفائے یکے بعد دیگرے جاری و ساری ہے بڑی بڑی دو کرامتین کہ اوس سے زیادہ کیا کرامت ہوسکتے ہے اس گہر کے گذارش کرتا ہون وہ یہ ہے کہ باوجود طریقہ چشتیت اور ابو العلائیت کے یہ ایک ہی خاندان ہے کہ بدعات اور گور پرستے سے مثل حضرات سابقین کے معترض اور اتباع سنت سنیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ مستقل و قایم ہے۔ دوسرے یہ کہ علم ظاہر سے بے شمار لازمی ہے۔ اگرچہ یہ راقم الحروف محض امی ابجد خوان ہے مگر اب تک اکثر صاحبزادگان طالب علم مستعد اور بعض عالم موجود ہین اکثر خاندان بوجہ زیادتے دولت اور فراخے معاش کے تنزل اور انحطاط

حال پہر کر تباہ اور برباد ہوسئے - برعکس اوسکے یہ خاندان گوشنگی
مداغل ضرور یہ اکل و شرب سکے پریشانے مین پراگندہ وپریشان
ہوگیا - ضبطی جاگیرات عطیہ شاہیہ کو سو برس گذرے اوسوقت سے
تنگئے عسرت شروع ہوئے اور بعد غدر سے بالکلیہ تباہ آگئے
چونکہ دنیامین حصول روزے ایک امر ضرورے لازمی ہے
واسطے ہر ذو العقول کے لہذا بمصالح چند در چند کے اکثر صاحبزادون
نے بوجہ قرب وطن اور نیز اوسکو تگڑہ اسلامی جاگیر ریاست
بھوپال مین تعلق ملازمت کچہہ کچہہ بقدر النصیب ولیصیب کے پیدا
کرلیا ہے مگراواسے طریقہ بدستور ہر دو طرح جاری ہے ایک
نسباً خانقاہ شریف مین دوسرا طریق خلفا اول اسامی جدے
حضرت شاہ ولایت قدس سرہ العزیز جوگر ہین ہین وہ تحریر کر کے
بطور اجمال نشتے نمونہ از خروارے حضرات خلفا کا احوال لکہتا ہون
آسامی جدے حضرت میر سید محمد [۱] اونکے صاحبزادہ اور خلیفہ
میر سید احمد [۲] اونکے چار صاحبزادے - خلف اکبر خلیفہ اور جانشین
حضرت شاہ فضل اللہ [۳] کا پوسے ملقب یہ شاہ صاحب بعد اونکے حضرت
سلطان ابو سعید [۴] عرف میان صاحب بعد آپ کے صاحبزادے
آپ کے سلطان احمد سعید [۵] اونکے بعد جانشین حضرت شاہ حسین علی [۶]
صاحب بعد آپ سے فرزند آپ سکے ابو سعید [۷] عرف شاہ جرات علی
آپ کے اولاد پانچ صاحب خلف اکبر حضرت شاہ نور احمد [۸] صاحب سجادہ
ہوسئے ما بقے تین صاحبزادہ عمو صاحب قبلہ حاجے حرمین شریفین
جامع علوم معقول ومنقول حضرت مولانا سید شاہ ظہور محمد [۹] اونسے

چھوٹے حضرت سید شاہ علی احمد کا انتقال ہو گیا بہت جلد ظہور
کمالات تک عمر شریف نے وفا نہ کی بالضرور عابد زاہد عامل تھے
اون سے چھوٹے حضرت پیر و مرشد برحق حاجی حرمین الشریفین
حضرت سید شاہ حافظ سلطان احمد قدس سرہ العزیز ہیں اور جناب
سجادہ دونون صاحب خلیفہ اور درجہ عالیات پر پہونچے ان کے
درجات فقر و توکل اظہر من الشمس ہیں اور طریقہ سے زیادہ جاری
ہوا بعد رحلت فرمانے حضرت سید شاہ نور احمد قدس سرہ العزیز
آپ کے فرزند ارشد ماہر رموز خفیہ و جلیہ حضرت سید شاہ
کاظم علی بوجہ کمالیت اور نیز بوجہ اپنی قابلیت کہ حضرت جد امجد
شاہ خیرات علی قدس سرہ العزیز سے فیض پہونچا تھا بعد وصال
حضرت شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز یعنی والد بزرگوار
منصب جانشینی سے مشرف ہوے اور نیز بحالت حیات والدین
نیابتاً طریقہ قادریہ و تعلیم طالبان حق روبرو سے حضرت جاری
رکھتے تھے دوسرے شیخ اولوالعزم حضرت سید حافظ سلطان
احمد صاحب کا فرزند اول راقم الحروف ہے - اولاً جناب
قبلہ گاہی صاحب سے تحصیل کو اجازت ملی من بعد بخواہش حضرت
صاحب سجادہ خانقاہ شریف جناب بھائی صاحب قبلہ حضرت سید
شاہ کاظم علی موصوف کے اونسے تجدید بیعت کا بہ طریقہ چشتیہ
نظامیہ اتفاق ہوا -

لہذا یہان سے کچھ احوال حضرات خلفا کا جنکو طریقہ پہونچا ہے
لکھتا ہون - حضرت میر سید محمد کالپوی سے حضرت شیخ محمد افضل

الہ آبادی وشاہ خوب اللہ الہ آبادی کہ خلفائے اجل عالم باعمل کامل مکمل شاہ محب اللہ۔ وشاہ محمد اجمل وشاہ محمد فاخر وشاہ غلام اعظم وشاہ میر نجان از نواح پورب مثل سکندرپور کلکتہ وبنگالہ وپٹنہ عظیم آباد وبگیر وغیرہ ہزارہا اشخاص کو فیض ہوا اور تاہنوز جاری ہے اون کے اولاد واحفاد مین تین صاحب اسوقت صاحب اجازت۔ دو صاحب سجادہ میان بشیر احمد صاحب وسید زاہد عرف شاہ حاجی جان صاحب تیسرے صاحب افضلی یحییائے میرے پیر بھائی اولینا بالفضل مولانا مولوی محمد صاحب طریقتاً محمدی احدی علامہ علوم شرع واصول جامع معقول ومنقول نشۂ توحید مین مخمور آنکھہ مین حیت کا سرور دلمین نور ہر وقت مرشد کے حضور اسے حال مین سرور مدغم ہین نہ معزور حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی سے طریقہ مولوی غلام جیلانی قدس سرہ تک اونسے مولوی محمد رمضان شہید ومولوی محمد اسمعیل صاحب مہایمی جو ایک بڑا مشہور خاندان ہوگیا۔ اگرچہ مولوی شہید قدس سرہ نے تجدید طریقۂ چشتیہ صابریہ مین شاہ عبد الکریم ثانی سے بیعت کرکے خلافت حاصل کے تھے مولانا محمد اسمعیل سے علاوہ اور اشخاص کے میان راج شاہ صاحب ایک خلیفہ ہوے کہ جنسے قریب پچاس ہزار آدمی کے مستفیض ہوئے اونکے دو خلیفہ ایک میان غازی الدین شاہ کہ ریاست دہولپور مین سے تھے ہزارہا اشخاص قرب وجوار مثل ریاست قرولی واکبر آباد وغیرہ مین مستفیض ہوے لیکن عمر زیادہ نہ ہوسکے پیر ومرشد کے واصل بحق ایک خلیفہ آپ کے علاوہ فرزند کے سید نثار حسین صاحب ریاست الور مین بقید حیات

موجود طریقہ جاری نخیف سے ملاقات ہوے۔ دوسرے خلیفہ آپ کے چھوٹے شاہ کہ جنسے ضلع مراداباد میرٹھہ وغیرہ مین ہزار ہا انسان انسان ہو گئے۔ مثل امروہہ و بارہ بستے افغانان کہ عقد تلسلے سے بقوت جذبے و کمالے جاری کردیا اب بقید حیات ہین طریقہ جاری ہے۔

میان راج شاہ صاحب کا ضلع گوڑگانوان ملک میوات مین مسکن تہا عرصہ دو برس کا ہوتا ہے ایک لڑکی کاملہ و مجذوبہ لڑکی دوصاحب ذکور ہے۔ میان عبد اللہ شاہ آپ کے جانشین ہوے اور حمید شاہ برادر خورد اونکے بستے سودہ نخیف حالت حیات مین اس بزرگ سے ملاقی ہوکر حالات وکوائف وعظ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سناکرتا تہا بڑے کرامت ان سے نخیف نے خود دیکھے باوجود امی ہونے کے کسے قسم کے سائل مین کہین سے رکاوٹ اور عجز نہ تہا دلائل عقلے مع آیات و احادیث کے عبد اللہ شاہ بہت کاسب بر طرح پر لایق ہین حسب خواہش ان کے والد بزرگوار کے اجازت طریقہ چشتیہ نظامیہ موافق دستور خاندان کے دیکر فاتحہ خیر پڑہے ہے۔

احوال میر سید احمد قدس سرہ العزیز۔ آپ عالم اور شاعر ملکہ صاحب دیوان المتخلص بہ کاشفے لسبب غلبے وجذب وحال بہت غالب تہا بارہ سال یا کم زیادہ اسے بجز مجلس سماع لیکن باشرائط و بشرائکام نہین بلکہ اکثر بوجہ فنائیت اور استغراق نوبت اکل و شرب سوائے ادا سے نماز وزالعق کے کہ ارباب خدمت معتقدین مطلع کردیتے تہی

نوبت پہونچتے تھے بہت مخلوق کو فیض ہوا۔ چنانچہ عبدالحکیم سوہانی
اور شاہ لدہا بلگرامی آپ کے خلیفہ ہیں بلکہ ایک شعر آپ سے
تعریف میں کہا ہے ؎

کالپی مکہ بلگرام یمن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے تو احمد منم اویس قرن

ان دونوں صاحبوں سے عالم میں بہت فیض ہوا۔

احوال حضرت شاہ فضل اللہ کالپوی یہ بزرگ عالم اور عارف
کامل اوحد عالم ہے تھے۔ علاوہ فیض باطن کے جاگیر و مناصب بے
انہیں کے وقت میں زیادہ ہوئے ان کے بہت خلیفہ حضرت شاہ
برکت اللہ مارہروی کالپی کے واسطے آپ نے بعد بیعت وقت
خلافت و اجازت کے معانقہ کر کے بزبان حال صریح و فصیح ارشاد
کیا کہ دریا بدریا پیوست۔ ان سے اس قدر ترقی اور فیض ہوا
کہ ہندوستان میں کیا بلکہ دوسرے امصار و ممالک تک سلسلہ پہونچا
اور نیز جا بجا ہے۔ دوسرے نواب محمد خان بنگش مخاطب بخطاب
خانخانان کہ جو سلطان دہلی سے بمنصب بارہ ہزاری مامور تھے
اور خدمت وزارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت سید شاہ
ابوالبرکات مارہروی کے خلیفہ اور جانشین حضرت شاہ آل احمد
عرف اچھے میاں صاحب علاوہ طریقہ خلفا کے نسباً مولوی
شاہ ابوالحسن سجادہ خانقاہ بقید حیات و جاگیرات وغیرہ بحال
و نیز طریقہ جاری ہے۔ تمامی قوم سفرزی کہ قصبہ مارہرہ آپ کے
ولایت خاص جانے جاتے ہیں معتقد اس خاندان کے ہیں
اور جاننے والے حالات کے عقیدت اور محبت و اتفیت اسما

زنق نتیر لبیں سے بڑے بڑے ہر بنیاں ... با بلا بیلا موجود ۔ ان
حضرات اپنے میان سے بوجہ کامل اور عامل ہونے کے طریقے
کے ترقی لاکھون تک پہونچے ۔ اسطرحپر کہ مولانا مولوی عبد المجید
بدایونی اور مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ کانپوری اور
مولوی فضل رسول مرحوم بدایونی اور حافظ عبد العزیز ہوی
ملقب اخون جی صاحب اور نواب شاہ غلام حسین مرادآبادی
اور حافظ شاہ علی حسین مرادآبادی وغیرہم بہت اشخاص کو آپکی
ذات بابرکات سے منصب ارشاد حاصل ہوا ہر ایک ان مین سے
اپنا آپ ہی جواب تہا کسیکا علم کسی کا زہد کسی کا غلبہ عرفان
کسیکا ترک و تجرید کسیکا توکل یہی دامن ہے غرض آن حضرت
سے از شرق تا غرب ایک عالم کو روشنی کلمۂ توحید نے منور کردیا
کہ جسکی شعاعین قلوب مومنین ناظرین پر اب تک پرتوہ انداز ہین
اور ولولہ شوق چار دانگ عالم مین ہورہا ہے ۔
مولوی شمس الاسلام بدایونی وغیرہ بے شمار حضرات فیض باطن
سے مستفیض ہین اور کمالات صوری و معنوی سے متصف ہین
مولوی شاہ سلامت اللہ کانپوری کے خلیفہ مولوی
حاتم علی فتحپوری ۔ مولوی غلام محمد خان پوربی ۔ مولوی
محمد زمان خان شہید جنکا مزار حیدرآباد مین متصل شاہ علی بنڈہ
استاد حضور پرنور نظام سرکار عالی ۔ شاگرد و مرید مولوی
سلامت اللہ صاحب کے تہے ۔
مولوی عبد المجید صاحب بدایونی کے مکان پر ستترہ یا اکیس

پیشتر سے اسمین دہم تک درس علوم ظاہری جاری ہے اونکے
فرزند وخلیفہ مولوی فضل رسول بدایونی جنکا فیض اضلاع ممالک
نواح بمبئی ملکہ خاص دارالریاست حیدرآباد مین مثل رفیق یاورالدولہ
مرحوم اور بہت صاحب عمائد خوش عقاید خاندانون کو پہونچا۔ خصوصاً
نواب ضیاءالدین خان ساکن محلہ بانوٹ پورہ اور اکثر حضرات اونکے
خلیفہ موجود ہین۔ ان صاحب کے صاحبزادہ جانشین مولوی
عبدالقادر عالم باعمل واعظ بےبدل مدرس بےمثل قایم ہین
بلکہ حیدرآباد بیشتر تشریف فرما ہوکر عقیدت مندان کو بیعت سے
بہرہ مشرف کرتے ہین۔
حافظ عبدالعزیز دہلوی مولوی محمد عمر اونکے ہمشیرہ زاد خلیفہ
اور حافظ عبدالرحمن صاحب دہلوی کہ بالفعل رودولی شریف
مین عرصے سے مقیم ہین طریقہ جاری ہے۔ اور بہت اشخاص
اطراف واکناف مین اونکے مرید ہوئے۔ حکیم نابینا صاحب
حیدرآبادی اور اونکے چچا مولوی عبدالغفور یوسف پوری
کہ اس نحیف کے دوست ہین اکثر فیضیاب ہوئے ہین۔ چنانچہ اب
وہ صاحب اجازت ہین۔
نواب شاہ غلام حسین مرادآبادی کے فرزند خلیفہ حافظ شاہ علی حسین خان
صاحب کی صحبت سے ملاقات ہوتی۔ اونکے خلیفہ مولوی محمد حسین
مرادآبادی موجود ہین شہر اور قصبات عمدہ مضاف شہر
مثل امروہہ بچھراون وغیرہ مین اونکے مرید مستفیض معتقد ہین یہ
صاحب ابھی کم عمر ہین مگر نہایت لائق طریقہ بخوبی جاری ہے

محمد خان بنگش مرید حضرت شاہ فضل اللہ کالپوی جاگیرات و معافیات عطیہ شاہی وزیر جدید کی کثرت عمارت خانقاہ شریف کے علاوہ اونکے جو بنائی بعض امرائے سلطنت ہی مثل نقارخانہ وغیرہ و گنبد حضرت پیر و مرشد کہ بارہ دری مشہور ہی تعمیر کرائے ہوئے انہیں کے ہیں۔ بوجہ خلوص نیاز کثرت شوق مین اپنا مزار بھی اسیطرح کا بنا کر بعینہ نقل اسکے بنام فرخ آباد ہو ایا۔ راقم بھی وہان فاتحہ پڑہ آیا۔ یہ صاحب دنیادار امیر کبیر ہونے پر رموز فقر و درد دل سیبہی بباعث توجہ کامل مرشد کے واقف اور متصف تھے۔ بعد حضرت شاہ فضل اللہ کالپوی کے صاحبزادے آپ کے سلطان ابوسعید الملقب میان صاحب اور آپ کے خلیفہ جانشین احمد سعید صاحب ہوئے۔ اگرچہ یہ دونون بزرگ صاحب حال اور صاحب تصنیف جنکے کتابین زبان عربی مین مثل رسالہ ہدایت الطالبین وغیرہ کے موجود ہین لیکن بطور صحبت اون کے خلفائے مریدین معتقدین کا احوال یاد نہین نہ کوئی کتاب خاندانی اسوقت پاس موجود ہی جس سے استمداد کیجاسکے اور تحقیق احوال و طلب کتب وغیرہ کو تنگی وقت مانع ہی اور غیر صحیح تحریر کرنے مین لعنت اللہ علے الکاذبین کا خوف ہی۔

بعد حضرت شاہ حسین علے صاحب۔ یہ بہت بڑے عالم اور طبیب حاذق مہمان اور مسافر نواز امیرانہ مزاج تھے اور قوت باطنی بھی ازحد رکھتے تھے۔ حالات بہت مشہور ہین۔ بعد کو حضرت جد امجد کہ بعمر ہیزدہ سالہ مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے

اگرچہ علم آپ کو بے تہا لیکن فراغ کیا پورے طالب علمی کے بے نوبت نہ آئے تھے کہ صاحب سجادہ ہوئے - علم باطن نصیب ہوا - خوارق عادات آپ سے بہت ہوئے - اکثر حضرات ہمعصر آپ کے قطبیت کے قایل تھے - حضرت شاہ غلام اعظم سجادہ الہ آباد سے افضلی یحیا ئے کو تجدید اجازت آپ سے اور سید شاہ عالم صاحب سجادہ خانقاہ مارہرہ کو بیعت اور خلافت آپ سے ہوئے اور مولوے نکرم خان فرخ آباد سے اور نواب جمشید خان صاحب اور میرزا محمدہ بیگ نواب امیرخان والے ٹونک مرید ہوتے - میرزا کے قبر خانقاہ مین ہے اور نواب شمشیر بہادر رئیس باندہ جو اولاد پیشوا سے منسوب کئے جاتے ہین اب اولاد و احفاد اون کے اندور مین تنخواہ یاب سرکار انگریزے کے ہین وہ بہت ہے معتقد تہا حاضر ہوتا اور ٹکا اکثر خانقاہ شریف مین تا بث ہوتا ہے اور قایم خان متوکل نہایت صاحب حال فنا سے الشیخ تھے فوج مین عہدہ دار تھے بجذب باطن حضرت نے ایسا عشق توکل مین رنگ دیا کہ مع اہل وعیال عسرت پر صبر کیا - ساٹھہ برس خانقاہ کے جاروب کشی کرکے وہین انتقال کیا ور مرشد کے پاس جانے کے شوق مین عین دروازہ خانقاہ پر دفن ہین ان کے بہت عمدہ نسبت تھے اکثر لوگ ان سے مرید اور کامیاب ہوئے - جامعیت اور وقار وعظمت اس خاندان کا نزدیک علما و مشایخین کے رہا ہے چنانچہ حضرت جد امجد کے وقت مین مشایخ مثل مولانا عبد الرحمن موحد لکھنوئے و سلطان بخش صاحب فرخ آباد سے وصوفے دلاور شاہ

مجذوب سالک الہ آبادی وغیرہ وغیرہ کے حضرات علما بھی آپ کے
بزرگی اور صاحب اثر ہونے کے قایل ہیں چنانچہ سنی زمانہ خاندان
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مسلم ہے ان میں سے سرآمد
علما مولوی اسمعیل شہید کہ جنکو لوگ اسوقت وہابی کہتے ہیں اور
خلیفہ اجل حضرت شاہ مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی کے سید احمد
صاحب بریلوی یہ دونوں صاحب مع اپنے مجمع کثیر کے مثل مولوی
خرم علی و مولوی عبدالحی و مولوی اولاد حسن قنوجی وغیرہم
وقت سفر حج خانقاہ شریف میں واسطے ملاقات حضرت ممدوح الذکر کا
کے آئے۔ آپنے علما کے بزرگداشت اور دعوت کمال اہتمام و
سامان سے کی وہ حضرات بھی بخلق ونیاز ایسے پیش آئے کہ صبح
سے بعد عشا طعام شب تک برابر مجتمع رہے۔ حضرت میاں صاحب
قبلہ بغرض شب بیداری دوپہر کو قیلولہ فرماتے اور نماز ظہر وقت
اوسط پر ادا کرتے تھے ان علما نے بانتظار آنحضرت کے اول وقت
نماز نہ پڑھی اور جب میاں صاحب تشریف لائے تو ان صاحبوں نے
امامت کی درخواست کی آپ نے فقیہہ و قاری ہونے کے
اعتبار سے اونکو شایان کار تھا یا مگر خصوصاً مولانا ے شہید
مولوی محمد اسمعیل صاحب کے اصرار سے بالاخر حضرت پیش امام
ہوئے ایسا ہی عصر کو ہوا۔ مغرب اور عشا میں حضرت نے
پھر اونکو امامت کا ایما کیا کہ قرائت تجدید ادا ہو اور ہر سے
رہی آتش ورکاسہ ہا۔ حضرت معمولات مشایخ بعد مغرب
نوافل پڑھا کرتے تھے اسے روز بھی نے الجملہ زیادہ مصروف ہے

کے نوبت پہونچے حتے اکہ وقت عشا کا آگیا ان علما کا ادا ے
نوافل دستور نہ تہا مگر حضرت کے ساتہہ یہ سب برابر پڑہتے رہے
اور بعد نماز عشا حسب دستور خانقاہ قریب حوض اگر مقابل گنبد مزار
منورت اعلے شاہ ولایت جناب سید محمد قدس سرہ استادہ
دونوں ہاتہہ اوٹہاکر مع اصحاب طریقت روح پر فتوح جناب شاہ ولایت
پر فاتحہ پڑہے سب علما بہی اس عمل میں شریک رہے باوجودیکہ
اس کام سے ان کو انکار محض اور بدعت کہتے ہیں بعد از ان
جملہ علماء رآمد کے مولوی خرم علے اور مولوی اولاد حسن قنوجی
نے کہ ہمراہ تہے مولوی شہید صاحب اور مولوی سید احمد صاحب
سے کہا کہ خیر باشد آج خلاف معمول اتنی گرویدگی پیرزادوں
سے اور دو خاص حرکتیں ظہور میں آئیں ادا ے نوافل اور
اسطرح فاتحہ خوانے مولوی صاحب نے فرمایا کہ تصرف ان
بزرگ کا ہے اور انصاف کرو کہ ایسی محویت و بیخودی کے
ساتہہ ایسی نماز کبہی پہلے تم میں سے کسیکو نصیب ہوئی تہی
نماز اسی کا نام ہے۔ مولوی خورم علے صاحب نے کہا آپ
ان کے قائل ہوگئے۔ مولانا شہید نے کہا نعم کرامت اولیا
برحق ہے مولوی بولے کہ یہ ویسے ہیں ۔ مولانا بولے بلکہ قطب
یہ نقل بکرامات و مرات حضرتہ والد سے میں نے سنا ہے جناب
والد یہ بہی فرماتے ہیں کہ بعد اس ملاقات علما کے ارادتمندوں
ونیاقمندوں کے رجوعات زیادہ ہوئے اکثر بیرونجات سے آکر مرید ہوئے
اور کہتے تہے مولوی محمد اسمعیل صاحب وعظ میں علی رؤس الاشہاد

بیان کرتے ہین کہ جسکو اللہ کا نام سیکھنا منظور ہو خانقاہ کا پے مین
جا کر حضرت سید سلطان ابو سعید عرف خیرات علی صاحب سے تعلیم پاوے طریقہ اون کا
اختیار کرے یہ لوگ قبر پرست بے علم پیر زادے نہین ہین بلکہ راہ
حق کے ہدایت کرنے والے ہین الغرض حضرت شاہ سید عرف ابو سعید خیرات علی جد
بجد اتم سے بے شل اجداد جیسا خلفائے طریقہ چلا الیا ہے مثلی ہی فیض
جاری رہا چنانچہ حضرت عم بزرگوار سید شاہ ظہور احمد صاحب اور
والد ماجد حضرت حافظ شاہ سلطان احمد قدس سرہ باوجود علیحدگے
وفا صفا و اخلاص تمام عمر ایک دوسرے سے الگ نہ ہوئے اور نہ
کسی قسم کے مغائرت تا دم واپسین ظہور مین آئی حضرت پیر و مرشد
قبلہ گاہے بوجہ پاس لحاظ بڑے بہائی کے ہر کسیکو مرید نہین کرتے
تھے چچا صاحب مرید کرکے فرما دیتے کہ چھوٹے بہائی پاس جاؤ
حضرت محتشم الیہ کو بوجہ کمال اتباع طریقہ و توغل عبادت بدنیہ
یعنے قرب نوافل و فرائض اور نسب اعلے کے نشان استغراق
و استتار مین رہتے تھے مریدون کے تعلیم کے فرصت نہ تھے
جملہ مرید حضرت والد سے استفادہ کرتے باوجود استغنا و عدم فرصت
بعض اشخاص خاص حضرت عمو صاحب قبلہ سے مستفیض ہوئے چنانچہ
نواب سعادت علی خان صاحب مرحوم رئیس کدورہ آپ سے مرید
بامراد ہین اور مولوے محمد حسن خان صدر الصدور جج رکن عدالت
ہائے کورٹ سرکار عالے بھے رہکر اب وظیفہ یاب ریاست عالے
ہین اور سید وزیر علے شاہ کا لپوے جو ٹونک مین رہے
وہین رحلت کے اور مولوے محمد نسیم قصبہ بولا کے ملکہ معظمہ مین

موجود ہین اور نواب سعد الدین خان الوزالدولہ المتخلص بہ تسنیق اہل دیوان و صاحب ذوق و شوق خلفاے رشید الوالعزم تھے اور اور مفتی اسد اللہ افضلے یحیاے الہ آبادے صدر الصدور نواسے رشید مختص خلیفہ تھے۔ جیسے حضرت شیخ صنعان کے مریدون مین فرید الدین عطار یا شاہ ولے اللہ محدث دہلوے کے قاضی ثنار اسد پانی پتی اپنے مرشد سے اس آیتہ شریف کے مصداق تھے ما ننسخ من آیتہ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا۔ عالم باعمل باطن ظاہر مین خوش نصیب بعد حصول وظیفہ تنخواہ کے ارباب حرمین شریفین سے مشرف ہوکر اقامت گزین جونپور ہوئے وہین انتقال کیا۔ ایک فرزند میان عبد السلام کو داخل طریقہ کر گئے۔ حضرت جناب والد صاحب قبلہ سے بہت فیض ہوا۔ نواب مہدے حسن خان و نواب سعلے حسن خان و نواب ہادے حسن خان روسار کدورہ اور اکثر عمائد اوس خاندان کے والد کے بہ کمال شوق مرید ہوئے ورنہ بعیت ظاہرے کم قبول فرماتے تھے اگر بفرط استدعا مرید کیا تو خلیفہ کم کیا۔ البتہ حضرت نے اپنے اعزہ مین سے بعض کو مثل برادرزادہ حاجی حرمین حضرت شاہ باقر علے و سید شاہ معین الدین احمد و مولوے سید شاہ علے رضا صاحب و مولوے سید میر اعظم نواسہ صاحبان اور حافظ سید ارشاد حسین بھانجہ کو اجازت دے یا بطور خاص مرتضےٰ خان و مصطفےٰ خان عہدہ داران ریاست گوالیار وگل میر خان صاحب والے ٹونک بہرہ اندوز معرفت و اجازت ہوئے گوالیار مین اون صاحبون سے طریقہ جارے

ہوا وہین دفن ہین - دیگر اصحاب حضرت کے اگرچہ قابل ارشاد
ہین مگر اونکو بجز طلب حق اور اپنے شاغل کے اسطرف توجہ نہین
شیخ محمد نجف صاحب میر منشی سابق ریاست کدورہ عرصہ بیس برس
سے عابدانہ زاہدانہ باوجود مقدرت دنیاوے کمال ترک و
تجرید سے بسر کررہے ہین کشود دید وسیر اچہا ہے ترقی مشاغل
بہے متصور ہے - اور نجیف کو بہے اوّل خلافت حضرت قبلہ گاہ صاحب سے
ہوئے دوسرے حضرت بہائی حضرت شاہ محمد کاظم علی صاحب ماہر مغفور
نجفی دہلی سجادہ خانقاہ ہین جیساکہ ذکر ہوچکا - تیسرے طریقہ چشتیہ نقشبندیہ
نقشبندیہ مجددیہ مین اجازت جناب مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب
سے حاصل مختصر احوال جناب کا یہ ہے کہ آپ باشندہ لواح
کابل کے خاندان مولوی ملائیان لوگون مین سے نسبًا صدیقی
ہین علم وتقوے آپکا نسلی جوہر ہے - صغرسن سے عشق الٰہی کا
سودا آپ کے سراور سرمین تہا - بعد فراغ وتکمیل علم ظاہر بطلب
حق سفر کیا کسی قصبے مین ایک بزرگ حضرت نامدار شاہ صاحب کیفیت
کے خدمت سے بکسب وریاضت بعد پچیس برس کے خلافت
پائے اور سیر وسیاحت پر مامور ہوئے عالم جوش وخروش
مین شہر کالپی تشریف لائے - نماز جمعہ مین آپ پر کیفیت وارد
ہوتے چالیس شخص واقف سلوک اور ناواقف مدہوش و
مغلوب الحال ہو گئے بہت شہرت وعقیدت ہوتے وہان سے
ریاست کدورہ ہوتے ہوئے باندہ پہونچے ایک بزرگ سید صاحب
معزز خاندان صاحب مقام نے اپنی صاحبزادی کے ساتھ نسبت

سکے درخواست سکے اونسے وعدہ کرکے حضرت وطن مالوف کابل نواح
کو واپس سگئے بعد وفات مرشد اپنے دادا پیر سے ملک باندہ آئے
اور حسب وعدہ شادی کی اور قریب کا پیے ایک قصبے مین قیام پذیر
ہوئے رنمست خان نام ایک درویش حضرت نادر شاہ صاحب کے مرید ہوئے
قصبہ اتروسے ضلع علیگڈہ مین متوطن تھے اونکو شاہ صاحب سنے
ایما کیا تہا کہ ایک خلیفہ ہمارے حبیب اللہ شاہ نام ہند مین
ہین اون سے استفادہ کرنا وہ رنمست خانصاحب بحالت سیاحت
شہر اکبرآباد مین اتفاقاً حضرت سے ملاتے ہوئے اور جناب کو
اپنے مسکن قصبہ اتروسے کو لے سگئے اور حسب ارشاد پیر صاحب
سکے جیسے چاہیئے استفادہ کیا اوس قیام مین عوام وخواص اوس
نواح سکے بہت سے حضرت سکے مرید ومعتقد ہوئے ۔اِس واقعہ سے
چودہ یا پندرہ برس بعد جب کہ رنمست خانصاحب سے بھے سلسلہ
جذب چلا ۔ بعد انتقال خانصاحب اہل عقیدت منجملہ روسا آمادہ
ہوکر الفصاحب سکے مکان پر حاضر ہوتے اور مجبور ہوکر حضرت کومعہ
قبایل اوس قصبے سے اوٹہاکر اتروسے مین لے آئے بیس برس
سکے قریب سے آپ اتروسے مین مقیم ہین آپ سکے اولاد مین ایک
صاحبزادے مولوی محمد اسمعیل صاحب اور تین صاحبزادیان
اب موجود ہین دو صاحبزادیان معزز خاندان ایک سے گہر مین
کتخدا ہوئین ایک صاحبزادے سکے حضرت سنے اپنے برادرزادہ
سکے ساتہ جو ولایت سے آئے ہین شادی سے کردی ہے ۔
عمر حضرت سکے اسوقت سو برس سکے ہے ۔ صحت جسمانی بفضلہ تعالی

آنکہہ دانت وغیرہ سے اور توکل طبع خوب بے تکلف وشمایل نورانیت
بشرہ عین اعجاز مقصود ہے - اوراے معمولات عبادت بہ مصداق
الاستقامۃ فوق الکرامۃ کے بدیہہ کرامات اظہر من الشمس ہے
ہر فرد بشر دیکہکر متیقن اور بشاش ہوتا ہے - حق تعالے ذات
بابرکات کو سلامت باکرامت رکہے - پس اگرچہ یہ گرد راہ
فقرا و شایخین بہ مصداق ؎

بدنام کنندۂ نکو نامے چند

کے تفصیل متذکرۂ صدر تین حضرات سے مستفیض ہے لیکن ہنوز یہ
مصرعہ حسب حال ہے کہ ؎

کہ میروتشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

شوق کے سوا کیا پایا ہے حسرت دور د اپنا پایہ ہے ؎

حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

باہمہ ہیچکارے جناب اوّل کا ارشاد ان دونون حضرات کا
ایما تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہ تہا اون مرشدون کے حسن عقیدت
والون کے مصافحہ کرنے کے تعمیل حکم سمجہتا ہون ان مشتاقین
کا ہاتہہ اون پیشواؤن کے ہاتہہ سے ملانے کو حاضر ہون ورنہ
من آنم کہ من دانم ؎

جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

کو سئے طالب حق کہین دکہا سکے ۔ بیٹہا سمجہکے لیۓ اور سکہے تعلیم اور

اور توجہ میں دریغ نہیں ورنہ اس شعر کا مصداق ہوں ؎

نہ بر اشترے سوارم نہ چو اشتر زیر بارم
نہ خلیفۂ رعیت نہ غلام شہر یارم

لیکن طالب خدا کے تلاش میں ہے کوئی نظر نہیں آتا دو کاندار ہے اور وسیلہ معاش اسکو بنانا مجھے نہیں قبول کرتا۔ البتہ برادر حقیقی عزیز تقی سید شاہ تفضل حسین زید ہوشہ ہم اگرچہ مجھہ سے عمر میں بہت کم ہیں لیکن لائق ہیں فیض و ہبے اور جذب مادہ ترکیب خلقت میں غالب دید و کشود سیر نیرنگی میں حضرت قبلہ عالم والد بزرگوار کا نمونہ جسقدر اسکی کمی ہے وہ بمقتضائے عمر انشاء اللہ ورجابت غایات پر فائض ہونگے اون سے طریقہ جاری ہے اللہم زد فزد چنانچہ نواب صاحب کد ورہ اعظم الامرا صاحب جاہ میں سردار فخر الدولہ عماد الملک نواب محمد حسن خان ظفر جنگ بہادر نے بوجہ عقیدت قدیم مثل اپنے بزرگواروں کے اس سلسلہ میں داخل ہونا چاہا پارسال تحریر ورادہ راہ اس نحیف کو حیدرآباد سے کو بر سبیل سیر و سیاحت یہاں وارد تہا بلوایا بمقتضائے آب و خورش میرا پہونچنا تو نہ ہو سکا لیکن برادر عزیز القدر کو جو اتفاقاً یہیں میرے پاس موجود تہے روانہ کیا اونکے ہاتہ پر نواب صاحب بہادر نے بیعت کی اور حسب حالت ریاست جاگیر بہی دی نواب صاحب بہادر نہایت پرہیزگار جوان صالح صورت سیرت لباس و اطوار پابند صوم و صلوٰۃ یعنی بالکل مسلمان مسلمان باوجود ذوق

وشوق و لطف باطن کے کاروبار ریاست مین بیدار مغز اور ہوشیار ہین - یہ خاندان دولت اگرچہ بحوادثات زمانہ بالفعل اپنے ہمت عالے کے حالت پر نہین رہا لیکن روشن انتظام مین از بس نیک نام اور عالے مقام یعنے دولت سرکار آصف جاہیہ کے ایک شاخ ہے - ہمارے ظل آلہی نظام سرکار عالے دام اقبالہم سے بقرابت قریب و ہم جدہین بدین صورت کہ نظام الملک بہادر سرکار عالے ساڑہے چہہ صوبہ دکہن کے سندآرائے وسادہ امارت ہوئے اونکے بہائے نواب صاحب کالپے کے جدامجد نواب غازے الدین خان المخاطب خان فیروزجنگ وزیر ممالک ہندوستان اور جب کہ نواب صاحب وزیر نے بسبیل ہجرت کہ جو بوجوہ پیش آئے تہے مکہ معظمہ کا قصد کیا نظام الملک سرکار عالے بہ مقام اجنبٹہ کہ جو سرحد عملدارے پر واقع ہے متصل ریاست اندور ملاقات کے دونون بہائے بلقائے یک دیگر محظوظ اور مسرور ہوئے بعد وفات نواب وزیر کہ شہر کالپے مین اون کا گنبد موجود ہے اولاد اونکے بہت ہے ان مین سے فرزند اکبر نواب معلے جاہ بہادر نے اپنے برادر عزیز نواب ناصرالدولہ بہادر کو سند نشین ریاست کیا اون کے اولاد مین رئیس صاحب حال موجود ہین اور خود مع قبایل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد جناب نظام الملک سرکار عالے اپنے عم بزرگوار کے خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوئے محتشم الیہ نے بہ پاس خاطر و شفقت بزرگانہ احترام برادرزادہ مین کوئے دقیقہ باقی نہ رکہا جاگیر و

منصب و عزت دربار دار سے ممتاز فرمایا چنانچہ اون کے نسل مین سے نواب منیر الدین علی خان صاحب وغیرہ کے اولاد احفاد کا اب تک منصب سرکار عالیہ سے جاری ہے ان صاحبون سے راقم کے ملاقات نہین ہوئے اندرون حصار متصل چار کمان رہتے ہین غرض بہرکیف یہ کاتب الحروف تمامے خاندان آصف جاہ ہے کا نمک خوار قدیم و دعاگوئے موروثی ہے آمدم بر سر مطلب۔ حضرت پیر و مرشد برحق یعنے والد بزرگوار نے معمول فرمایا تھا کہ تابعین و طالبین کو مرید کرکے واسطے تعلیم کے مجہہ سے ارشاد فرماتے ہنگام حیات مین حضرت تخمیناً پانچ سات برس یہے عملدرآمد رہا بعد وفات آپ کے بالاتفاق جو تعلیم ارباب ارادت کو اس ماموریسے ظہور مین آئے مختصر اس کا بیان یہ ہے کہ مولوے محمد افضل بیجاپورے نسبتاً اور طریقتاً محمدیہ احمدیہ میرے پیر بہائے حضرت والد سے دست بیع ہے بعد چوبیس برس کے کہ سلوک ان کا طے ہوا بحکم حضرت صاحب قبلہ قدس سرہ و نیز باجازت روحے حضرت معظم الیہ سال گذشتہ مین مثال خلافت اورتبرک سے مشرف کیے گئے اور حکیم مولوے غضنفر حسین صاحب کہ جو ایک بڑے عالم اور واعظ بھے ہین حضرت چچا صاحب قبلہ سے دست بیع تھے اسے سال اجازت اجرای طریقہ دیے گئے اور ہادے یارخان عرف ہادے شاہ کو احمدآباد گجرات مین مقیم کیا ہے توجہ مرشدان طریقت بثبات

قابل حال ہے - ایک صاحب مقام سنبھل
ضلع مراد آباد مین ہین - ایک منشی شرف الدین حسین خان
دیوان ریاست کدورہ اگرچہ پیر بہائی ہین لیکن ہین اون کا
تسلیم کنندہ اور مرشد کا جانشین ہون طبیعت اون کے بہت
ذوق خیز ولولہ انگیز تھے - حیات حضرت مرشد مین اور بعد
وصال ان کے بیٹے نحیف کے پاس کسب و ریاضت کرتے
رہے ہے کشود باطن بھے ہوا لیکن اونہون نے قبل نفی اس
ہستی موہومہ جسد عنصری کے اثبات کیا - خدمت پیر و
مرشد ونیز رفاقت اس فقیر مین جو کچھہ برتاؤ کیا تہا نتیجہ
اوسکا مہمات امارت دنیاوی مین لگا بیٹھے - چنانچہ
اب مختار و مالک ریاست ہذا موجود ہین ورنہ آج خلافت
اور اجازت کے قابل ضرور ہوتے - اگرچہ اون کے علم
اور عقل ونیز جذب خلقی سے امید کامل ہے کہ بیوداہ داؤد
ریک ذو انیت اونکو خیال گاہے گاہے یا اکثر آتا ہوگا مگر اوسکی
مثال بدیہی موجود ہے سہ

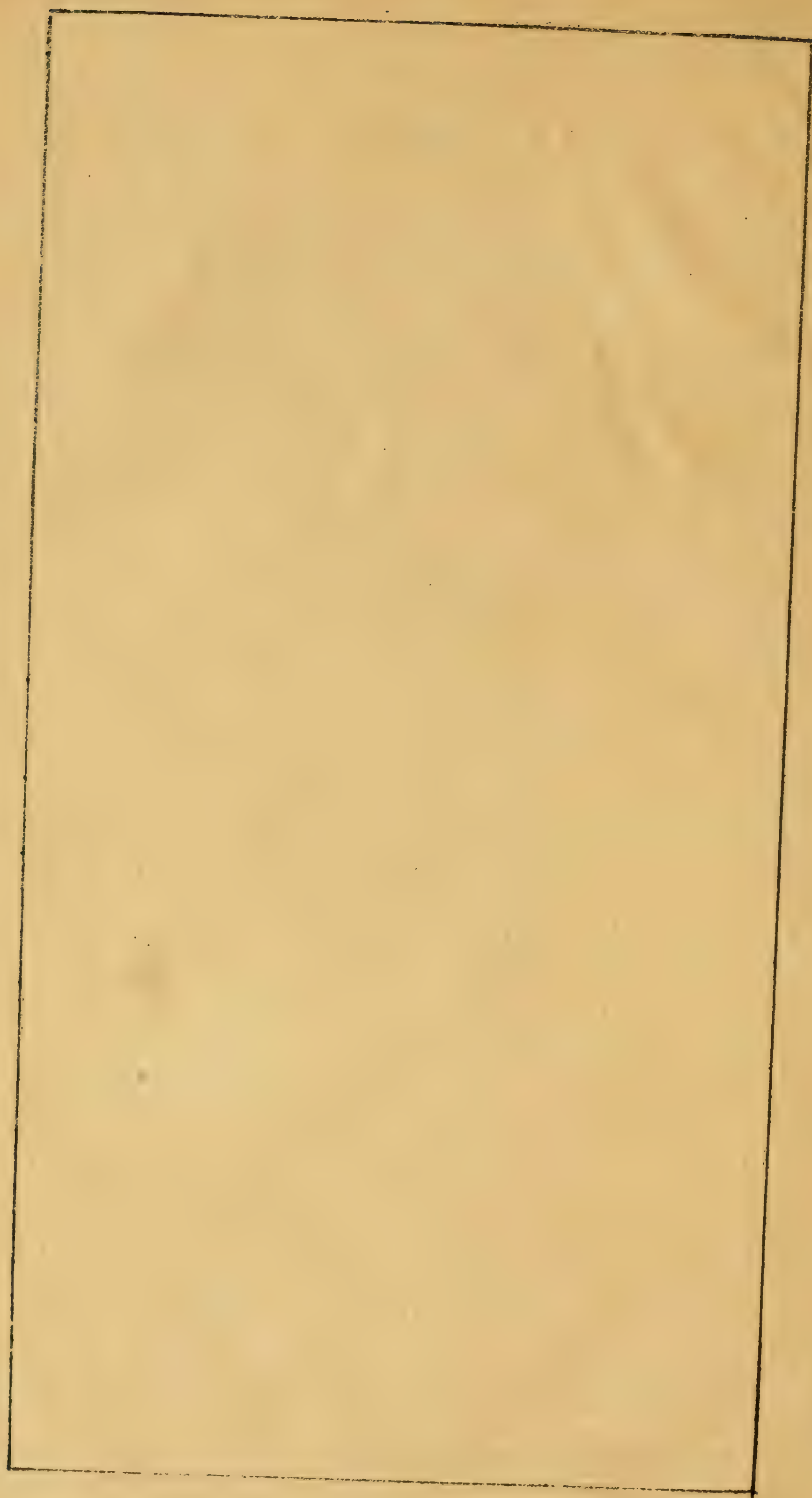
ہم خدا خواہی وہم دنیائے دون
این خیال است و محال است وجنون

احوال خاندان وکوائف وحالات بزرگان سلسلہ جسقدر
بیان ہوا غرض اوس سے استخوان فروشی ہے نہ قصہ
خوانی بلکہ عاشقین و طالبین مطلوب اور فائزین ارباب
سلسلہ محبوبین ومنسوبین کو تذکرہ اورخیالات پر مطلع

کرنا اور ناواقفین و شایقین کو استقامت ہو۔ و ان کے
اور کیفیت خاندان دروا سے سلسلہ پر مطمئن و آگاہ کرنا منظور
ہے اللہ تعالے جلّ شانہ و عم نوالہ صاحبان ناظرین کو
ذوق و شوق کلمۂ توحید کا کہ جس پر ابتدا ہوتی ہے اسلام
و نیز اس کتاب حقیقت العرفان کے عطا فرماتے اور
خاتمہ ہے اوسے کلمہ توحید پر بالخیر کرے اللہ بس باقی
ہوس امین امین امین برب العباد۔ فقط

ہر کہ خواند طمع دعا دارم
زانکہ من بندہ گنہ گارم

بمقام دارالسلطنت حیدرآباد
فرخندہ بنیاد محلہ ترپ بازار
تاریخ ۸ شعبان المعظم سنہ ۱۳۰۹
وقت ظہر یوم سہ شنبہ
یہ کتاب
تمام
ہوئی



تقریظ

تقریظ دلپذیر واقف علوم خفی وجلی مولانا ابو امجد
سید احمد صاحب از سادات بارہ ....

الحمد للہ انزل الکتاب الحکیم وہدانا الصراط المستقیم ونصلی
ونسلم علی المبعوث باشرف کتاب افضل من اوتی الحکمۃ
وفصل الخطاب سیدنا محمد الذی جاء بالہدی حقیق ونورا
بہ الاقتداء بلیق فذل ۔ ذلک علی انہ تنزیل رب العالمین
نزل بہ الروح الامین علی قلبہ لیکون من المنذرین ۔
اما بعد فان علم الباطن اجل العلوم قدرا واعظمہا شرفا
والمنہا فخرا ولما کان الرسالۃ الموسوم حقیقت العرفان من تصنیف
المخدوم ذو الفیض ربانی المحقق بمقام الشہود والاحسانی
الجامع بین لوازم الشریعۃ والطریقۃ البارع المکرم
المحب النسب حضرت سید شاہ محی الدین احمد صاحب
سجادہ خاندان ابو العلائے کا لپورے نے گمشتگان کوچہ
بے خبری کے لئے زبان اردو میں یہ کتاب لاجواب
جو اپنا آپ ہے جواب ہے خاص اپنے عرفان اور
شاہد ہے کہ جو ذوق فہم اور طالب سچے کے لئے
لکھی تاکہ ہر خاص و عام واقف اور ماہر ہو کر حقیقت
شہود لغوائے مقام محمود اپنے حقیقت محمد سے

واقف ہوکر اپنے مطالب اور مقاصد کو حاصل کریں گویا
یہ کتاب خواہش نفسانی کے دور کرنے والے اور
مقصود اصلی تک پہونچانے والے ہے قلم و زبان سے
کہاں تک لکھوں دریا کوزے میں بند ہے۔ یہ سب
کلمات جو میں نے لکھے ہیں میں اسپر فخر کرتا ہوں کہ یہ عین
میرے سعادت ہے۔ کیونکہ چند ماہ میں فیض ظاہر سے
اور باطنی سے ہمراہ حضرت موصوف کے رہکر فائز ہوا ہوں
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

تاریخ طبع کتاب معرفت انتساب حقیقت العرفان

مصنفہ جناب فیض مآب زبدۃ السالکین عمدۃ العارفین محب الفقرا انیس الغربا تابع دین متین جناب سید شاہ فضل الدین احمد صاحب خلف و مرید حضرت حاجی الحرمین الشریفین واقف رموز علوم کاشف کنوز فنون مجمع معقول و منقول منبع فروع و اصول تاج السالکین مصباح المقربین محبوب رب صمد عاشق ذات پاک احد حضرت سید شاہ حافظ سلطان احمد صاحب قدس سرہ العزیز از نتیجہ فکر حقیر سراپا تقصیر بندہ کار عصیان شعار محمد ضیاء الحق المتخلص بہ کامل خلف مولوی خلیفہ محمد عبدالحق صاحب مرحوم المغفور ساکن کاندہلہ ضلع مظفر نگر۔

رباعی

فکر تھی تاریخ کی کامل جو ازروے وداد
حکم خالق ہو چکا ہے طالب حق کیلیے
ہاتف غیبی پکارا ای سراپا اعتقاد
یہ گل باغ ارم ہے یا گل باغ مراد
۱۳۰۹ ۱۳۰۹

ایضاً

کہا جب حضرت کامل سے اب تاریخ لکھیگا
کہ چودہ ماہ شعبان اور قبلہ پیر کا دن ہے
جناب فضل دین احمد کیسا فیض جاری ہے
کہوں کیا یکڑوں لاکھوں میں یہ اک اہل باطن ہے
ہر اک دل زدا علم تر زبان ہے وصف میں اسکے
یہ سید ہے یہ مرشد ہے یہ عارف ہے یہ محسن ہے

حقیقت میں یہ ہے وہ کتاب معرفت الٰہی — قسم کھائی کہا سچ ہے سراپا فیض باطن ہے

۱۳۰۹

قطع تاریخ از مصنف زاد اللہ درجاتہ و رفع مقامہ

فکر تاریخ کے کردن کیا میں — طالبو تم کو یہ بشارت ہے
چشمۂ فیض ہے یہ سرتاپا — دم مرشد کی یہ کرامت ہے

۱۳۰۹

ایضاً

فکر کردم چو بہر تاریخش — گفت ہاتف ترا مبارک باد
این عطائیت مرشد کامل — چشمۂ فیض باطن داد

۱۳۰۹

اشتہار

اس کتاب کو کوئی صاحب بغیر اجازت راقم کے قصد طبع نہ فرماویں ورنہ ہرجہ کے مستوجب ہوں گے اور جس کتاب پر راقم کے مہر یا دستخط نہ ہوں وہ مسروقہ سمجھنا چاہئے۔

اسکی قیمت قدر دانوں کے قدر دانی پر منحصر ہے

راقم

شاہ سید فضل الدین احمد کالپوی
حال وارد حیدرآباد
محلہ تریپ بازار

